يا باغي الخير اقبل
Come On For Charity
دين حق
تألیف
فضيلة الشيخ عبدالرحمن بن حماد آل عمر
ترجمه : سعيد أحمد قمر الزمان
الدين الحق
المكتب التعاوني للدعوة والارشاد وتوعية الجاليات في حي الروضة بالرياض
تحت اشراف وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
هاتف ٤٩١٨٠٥١ فاكس ٤٩٧٠٥٦١ - ص ب ٨٧٢٩٩ الرياض ١١٦٤٢
الأردية
١١٧

ب ۵

دین حق

تألیف

فضیلۃ الشیخ عبد الرحمن بن حماد آل عمر

ترجمہ

سعید أحمد قمر الزماں

مرکز الدعوۃ والارشاد بدولۃ البحرین

FOR MORE INFORMATION ABOUT ISLAM PLEASE CALL OR WRITE

وزارة الشئون الإسلامية

The Ministry of Islamic Affairs, Endowments, Call and Guidance
Tel.: 4043003 / 4043006 / 4043008
Fax : 4022555 Riyadh 11183

مركز الدعوة والإرشاد بالرياض

Center Call and Guidance in Riyadh
Tel. : 4116356 / 4116490
Fax : 4116593 Riyadh 11131

شعبة الجاليات بالرياض

Foreign Communities Section in Riyadh
Tel. : 4116926 Fax: 4116926
Riyadh 11131

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد في شمال الرياض

The Cooperative Office For Call and Guidance North of Riyadh
Tel. : 4565555 / 4542222 Fax: 4564829
P.O. Box: 87913 Riyadh 11652

مكتب البديعة

Albadiah
Tel. : 4330888 / 4330440 Fax: 4301122
P.O. Box: 24932 Riyadh 11456

مكتب جدة

Jeddah
Tel. Fax: 6829898
P.O. Box: 6897 Jeddah 21452

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد في حي الروضة

Rawdhah
Tel. & Fax 4918051
P.O. Box 87299 Riyadh 11642

مكتب الطائف

Taif
Tel. : 7334454 Fax: 7454023
P.O. Box 703 Taif

مكتب حائل

Hail
Tel. : 5334748 Fax: 5432211

مكتب الباحة

Baha
Tel. : 7251851 Fax: 7270279
P.O. Box: 2843

مكتب الدمام

Dammam
Tel. : 8274800 Fax: 8274800
P.O. Box: Dammam 31131

مكتب القصيم

Gassim / Buraydah
Tel. : 3248980 Fax: 3245414
P.O. Box: 142

الندوة العالمية للشباب الإسلامي

World Assembly of Muslim Youth
Tel. : 4641663 / 4641669 / 4624555
Fax 4641710 P.O. Box 10845 Riyadh 11443

رابطة العالم الإسلامي بمكة المكرمة

World Muslim League in Makkah Al-Mokarrama
Tel. 5422733 Fax 5431488 PO. Box 537

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالی :

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الإِسْلَام (آل عمران: ١٩)

ترجمہ : یقینا دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْه

(آل عمران: ٨٥)

ترجمہ : اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔

أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِيْنًا (المائدة: ٣)

ترجمہ : آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کرلیا.

ح مكتب توعية الجاليات بالروضة ، ١٤٢٠هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

آل عمر ، عبدالرحمن بن حماد

الدين الحق - الرياض.

١٤٤ ص ؛ ١٤ × ٢١ سم

ردمك : ٨ - ٥ - ٩١٩٣ - ٩٩٦٠

(النص باللغة الأردية)

١- الإسلام ٢- الألوهية

أ- العنوان

ديوي ٢٤٠ ٢٠/١٠١٥

رقم الايداع ٢٠/١٠١٥

ردمك : ٨ - ٥ - ٩١٩٣ - ٩٩٦٠

بسم الله الرحمن الرحیم

مقدمه

الحمد لله رب العالمین والصلاۃ والسلام علی جمیع رسل الله و بعد:

راہ نجات پر گامزن ہونے کی یہ ایک دعوت ہے جسے ہم ہر سوج بوجھ رکھنے والے شخص کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت اس امید پر کر رہے ہیں کے اللہ تعالی اس کے ذریعہ سے گم گشتہ راہ کو ہدایت یاب فرمائے اور ہمارے اوران تمام لوگوں کے لئے توشہ آخرت اور باعث اجر وثواب بنائے جو اسکی نشر واشاعت میں حصہ لیں.

ہر عقل وفہم رکھنے والے شخص کو یہ بخوبی علم ہونا چاہیئے کہ اس دنیوی یا آخروی جو مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے زندگی میں کامیابی اور نیک بختی اس وقت حاصل کی جاسکتی ہے جب وہ اپنے اس رب کی معرفت حاصل کرے جس نے اسکو اور ساری کائنات کو پیدا فرمایا اور اس پر ایمان لے آئے اور صرف اس کی عبادت کرے ،اور اس نبی برحق کی معرفت حاصل کرے جسے اللہ تعالی نے تمام انسانوں کو راہ راست پرلانے کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور اسکی رسالت ونبوت پر ایمان ویقین رکھ کر اتباع کاملہ کرے، پھر اس دین برحق کی مکمل معرفت حاصل کرے جسکے اپنانے کا اللہ تعالی نے حکم فرمایا ہے اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل پیرا ہو.

زیر نظر کتاب " دین حق " جو ان تمام اہم وعظیم امور پر مشتمل ہے جسے ہر

فصل اول

خالق عظیم اللہ (۱) کی معرفت :

ہر عقل وہوش رکھنے والے کے لئے یہ بات جاننا انتہائی ضروری ہے کہ جس ذات پاک نے اسے عدم سے وجود بخشا ، اور طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا وہی اللہ اور جو ساری کائنات کا رب ہے اور معبود برحق ہے .

اور اللہ تعالی (۲) پر ایمان رکھنے والے عقلمند لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اسے نہیں دیکھا ہے لیکن ایسے دلائل سے واقفیت رکھتے ہیں جو اس کے وجود اور خالق کائنات ہونے اور نظام حیات چلانے پر شاہد ہیں ، اور وہ دلائل یہ ہیں :

(۱) کائنات ، انسان ، اور زندگی ، یہ تینوں چیزیں حادث ہیں جن کی ابتدا اور انتہا ہوتی ہے اور اپنے وجود کے لئے دوسرے کے محتاج ہیں .

اور جو چیز حادث اور محتاج ہو وہ مخلوقات کے قبیل سے ہوئی اور جو چیز مخلوق ہوئی تو بدیہی طور پر اس کے خالق کا ہونا ضروری ہے ، اور یہ عظیم خالق خدائے وحدہ کی ذات پاک ہے جس نے خود اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ساری کائنات کی خالق اور اس کے نظام کو چلانے والی ذات ہے .

---

(۱) لفظ "اللہ" ساری کائنات کے خالق ومعبود کے لئے مخصوص ہے اور خود اللہ تعالی نے بنفس نفیس اپنی ذات پاک کے اس نام کا انتخاب فرمایا ہے جس کے معنی معبود برحق کے ہیں .

(۲) لفظ تعالی اللہ تعالی کی تعظیم وتعریف کے لئے اور اسے صفت علو وپاکی متصف کرنے کے لئے بولا جاتا ہے اور کلمہ سبحانہ بڑائی وپاکی کے لئے استعمال ہوتا ہے .

مسلمان کا جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے اور ہم نے حاشیہ میں بعض ان عبارتوں اور مسائل کی مزید تشریح و تفصیل دے دی ہے جو قدرے تشریح طلب تھے .

دوسری طرف ہم نے اس پوری کتاب میں قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر اعتماد کرتے ہوئے دلائل پیش کئے ہیں، کیونکہ یہ دونوں چیزیں ہمارے دین اسلام کی بنیادیں اور اسکے مآخذ ہیں .

ہم نے اندھی پیروی سے اجتناب کیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں ، اسی طرح ہم نے بعض ان باطل وگمراہ فرقوں پر روشنی ڈالی ہے جو مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں حالانکہ اسلام ان سے بری الذمہ ہے تاکہ مسلمان ان کی سازشوں اور گمراہیوں سے محفوظ رہیں . والله حسبي ونعم الوكيل .

عبد فقیر

عبدالرحمن بن حماد آل عمر

استاذ في العلوم الدينية

بمعهد المعلمين في الرياض

اور عرش سارے آسمانوں کے اوپر ہے ، جو سب سے زیادہ عظیم اور وسیع ترین مخلوق ہے اور اللہ تعالی اس عرش عظیم پر جلوہ افروز ہے اور اپنے علم اور ارادے سے ساری مخلوقات کے ساتھ ہے اور کوئی چیز اس سے مخفی نہیں .

اور اللہ تعالی نے یہ بھی بتایا کہ رات ، دن کو اپنی تاریکی سے ڈھانپ لیتی ہے اور وہ اس کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے ، اور اس نے سورج وچاند اور ستاروں کو پیدا کیا اور اسی کے ہدایت کے مطابق یہ سب فضاؤں میں چکر لگاتے ہیں .

مزید یہ بتایا کہ وہی تن تنہا ساری کائنات کا خالق اور اسی کا حکم چلتا ہے وہ ایسی ذات پاک ہے جو اپنی ذات وصفات میں عظیم الشان ہے جو ہمیشہ بے حساب خیر وبھلائی سے نوازتی ہے اور وہ ساری جہاں کی پرورش کرنے والی ہے جس نے سبکو عدم سے وجود بخشا اور طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے .

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اس پر ایسے طور پر جلوہ افروز ہے جو اسکے شایان شان ہے جس کی کیفیت سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا ، اور مستوی کے معنی استولی ، قابض ہونے کے نہیں ہیں جس طرح کے استولی علی الملک کہا جاتا ہے ، یعنی حکومت پر قبضہ کرنا. معنی وہ لوگ مراد لیتے ہیں جو ان حقیقی صفات باری تعالے کے منکر ہیں جسے اللہ تعالے نے اپنی کتاب میں اپنے لئے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے کے بیان فرمائے ہیں وہ اس خام خیالی میں ہیں کہ اگر انہوں نے اللہ تعالے کی صفات حقیقی معنوں میں مراد لیا تو اس کی مخلوق سے مشابہت ہوجاتی ہے ، حالانکہ یہ خیال باطل ہے کیونکہ مشابہت تو اس صورت میں ہوتی ہے کہ ہم یہ کہیں کہ اس کی یہ صفت مخلوق کے فلاں صفت جیسی ہے لیکن اس کو اس طرح جو اس کے شایان شان ہو بغیر تاویل وتفویض اور بلا تمثیل وتعطیل کے تسلیم کریں تو اس میں کسی طرح کی مشابہت نہیں ہوتی اور یہی انبیاء کرام کا طریقہ ہے جس پر سلف صالحین گامزن رہے اور راہ حق ہے جس پر ہر مسلمان کو چلنا چاہئے .

اور اس طرح ہم کو علم ان آسمانی کتابوں کے ذریعہ سے ہوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمایا اور انھوں نے اسکی تلاوت فرمائی اور اس کے مضامین کی تعلیم دی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسکی عبادت کی دعوت دی۔

چنانچہ خود ارشاد باری تعالیٰ ہے :

إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ يُغْشِى ٱلَّيْلَ ٱلنَّهَارَ يَطْلُبُهُۥ حَثِيثًا وَٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ وَٱلنُّجُومَ مُسَخَّرَٰتٍۭ بِأَمْرِهِۦٓ ۗ أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٥٤﴾ الاعراف

بیشک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کردیا، پھر عرش پر مستوی ہوگیا، ڈھانپ لیتا ہے رات سے دن کو، وہ جلدی سے اسے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور ستاروں کو (اسی نے پیدا کیا) سب اس کے حکم کے تابع، یاد رکھو اسی کے لئے خاص ہے آفرینش بھی اور حکومت بھی برکت سے بھرا ہوا ہے سارے جہاں کا پروردگار۔

آیت کریمہ کا اجمالی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوقات کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہی انکا رب ہے جس نے انھیں اور آسمانوں اور زمین کو بھی چھ دنوں میں پیدا کیا (۱) اور وہ عرش بریں پر جلوہ افروز ہے (۲)

---

(۱) اور بتدریج پیدا کرنے میں کوئی حکمت مضمر ہے ورنہ تو وہ چشم زدن میں خلقت پر قادر ہے کیونکہ اس کی شان یہ ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو "کن" کہہ دیتا ہے تو وہ اس وقت "فیکون" ہوجاتی ہے۔

(۲) استوی کا معنی عربی زبان میں جو کہ قرآن کی زبان ہے کسی چیز کے مستوی اور مرتفع ہونے کے ہیں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے ، چنانچہ دنیا میں ایسے دو شخص نہیں ملیں گے جن کی شکل وصورت وناک ونقشہ پوری طرح یکساں ہو ، اور یقینی طور پر کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوگا .

(۴) اسی طرح انسانوں کا اپنی اپنی قسمتوں میں مختلف ہونا ، تو کوئی مالدار ہے اور دوسرا فقیر ہے ، اور یہ صاحب منصب ہے اور وہ ملازم ہے حالانکہ ان میں سبھی صاحب عقل وفہم ہیں لیکن بایں ہمہ ہر شخص دوسرے سے مال ومنصب میں مختلف ہے کیونکہ کوئی شخص محض اپنی استعداد اور محنت وکوشش سے دنیوی سعادت ومسرت اس وقت تک حاصل نہیں کرسکتا جتنا اللہ تعالے نے اس کی قسمت میں لکھا ہے .

اور اس میں اللہ تعالے کی ایک عظیم حکمت مضمر ہے تاکہ لوگوں کا امتحان لیں اور ایک دوسرے کو باہمی طور پر مفید بنائیں اور اس طرح سے کسی کا نقصان نہ ہو.

اور جس کو ان مخصوص سعادتوں اور منصب سے نہیں نوازا ہے تو اسکو دار آخرت جنت میں مزید نعمتوں سے نوازے گا بشرطیکہ ایمان ویقین پر خاتمہ بالخیر ہوا ہو ، اسی طرح اللہ تعالے فقیر کو خود دنیا میں ایسا سکون واطمینان قلب نصیب فرماتا ہے جس کے لئے بہت سے مالدار لوگ تمنا کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالے کے عین حکمت وکمال انصاف کی بات ہے .

(۵) اور اللہ تعالے کے وجود کی ایک عظیم علامت نیند ہے .

" وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ "

اور اسکی آیات میں سے تمہارا رات اور دن کو سونا ہے .

(۶) اسی طرح ذات باری کی ایک اور دلیل " روح " ہے جس کی حقیقت سوائے خدائے واحد کے کوئی نہیں جانتا .

ارشاد باری تعالے ہے :

وَمِنْ ءَايَاتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿٣٧﴾ فصلت

اور اس کی نشانیوں میں رات ہے اور دن ہے اور سورج ہے اور چاند ہے (بس) تم لوگ نہ سورج کو پوجو اور نہ چاند کو بلکہ صرف اللہ ہی کو پوجو جس نے ان سب کو پیدا کیا اگر واقعی اس کے پرستار ہو۔

آیت کریمہ کی اجمالی تشریح :

(۱) اللہ تعالی اس آیت کریمہ میں ان علامتوں کی نشاندہی فرمارہے ہیں جو اس کی ذات پاک پر دلالت کرتی ہیں، جیسے رات ودن، سورج وچاند، اور سورج وچاند کی عبادت سے منع فرمارہے ہیں کیونکہ یہ دونوں تمام دوسری مخلوقات جیسی ایک مخلوق ہیں اور کوئی مخلوق عبادت کے لائق نہیں، اور سجدہ بھی عبادت کی ایک قسم ہے۔

مزید اللہ تعالے سارے لوگوں کو اپنی ذات واحد کی عبادت کا حکم فرما رہے ہیں کیونکہ درحقیقت وہی ساری عبادتوں کا سزا وار ہے۔

(۲) اسی طرح اللہ تعالے کی ذات پاک کے وجود کی سب سے بڑی دلیل جس کی ہمکو قرآن کریم نے رہنمائی کی ہے وہ یہ کہ انسانوں کو مرد اور عورت کی شکل میں پیدا فرمایا، چنانچہ مذکر ومونث کا وجود بھی بذات خود خدائے خالق کی ایک دلیل ہے۔

(۳) اسی طرح اللہ تعالے کے وجود کی دلیل انسانوں کی زبانوں اور شکل وصورت کا

کوئی ابتدا نہیں ، اور وہ ہمیشہ ہمیش رہنے والی ذات ہے جو نہ کبھی مرنے والی اور نہ ختم ہونے والی ہے، جو بذات خود غنی ہے کسی دوسرے کی محتاج نہیں ، وہ تن تنہا ہے جس کا کوئی شریک نہیں .

ارشاد باری تعالے ہے :

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۞ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے ، نہ اسکے کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے ، اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے .

آیت کریمہ کے معنی : جب کفار مکہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالے کی ذات و صفات کے متعلق دریافت کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے حکم فرمایا کہ ان سے یہ کہیں اللہ تعالے واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں اللہ تعالے کی ذات ہمیشہ ہمیش زندہ رہنے والی ہے جس پر زوال نہیں ہوتا ، اسی کے لئے ساری سرداری شایان شان ہے ، جو ساری کائنات کا رب ہے اسی کی ذات پاک سب کے لئے ماوی وملجا ہے ، جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوتا ہے اس کا نہ کوئی لڑکا ہے نہ لڑکی ، اور نہ باپ ہے اور نہ ماں ، بلکہ اس نے اس سورہ میں تو ان تمام چیزوں کی اپنی ذات پاک کی طرف نسبت کی شدید مذمت فرمائی ہے کیونکہ شجرہ نسب اور پیدائش کا ہونا مخلوقات کے صفات میں شمار ہوتا ہے .

(۷) مزید خدا ئے خالق ومالک کے وجود کی سب سے بڑی دلیل خود حضرت انسان ہے جس کو اللہ تعالے نے مختلف حواس اور متعدد صلاحیتوں اور غیر معمولی جسمانی نظام بنایا ہے۔

(۸) اللہ تعالے نے بارش نازل فرماکر زمین کو سیراب وسبز وشاداب فرماتا ہے جس سے مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے اور طرح طرح کی سبزیاں اور باغات اگتے ہیں جو اپنے مزے اور رنگ وروپ میں ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔

یہ چند نمونے ان ہزاروں علامتوں میں سے ہیں جن کا اللہ تعالے نے قرآن کریم میں تذکرہ فرمایا ہے جو اللہ تعالے کی ذات پاک کے دلائل ہیں، وہی ساری کائنات کا خالق اور مدبر ہے۔

(۹) وہ فطرت سلیمہ جس پر ہر انسان پیدا ہوا ہے وہ اللہ تعالے کے خالق ومالک ہونے پر پورا ایمان ویقین رکھتی ہے اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہے اور اپنے کو بدبختی کے طرف لے جارہا ہے، کیونکہ لادینی نظریات کا رکھنے والا شخص دنیا میں بدبختی کی زندگی گذارتا ہے اور آخرت میں بھی اپنے بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم رسید ہوگا۔ (۱)

اللہ تعالے کے صفات کا بیان:

من جملہ اللہ تعالے کے صفات عظیمہ کے ایک یہ ہے کہ وہ اول ہے جس کی

---

(۱) مگر وہ شخص جو توبہ کرے اور اللہ اور اس کے رسول اور دین اسلام پر صدق دل سے ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ کرے تو اللہ تعالے تواب ورحیم ہے۔

حاضر ہوئے اور شرف مناجات سے مشرف ہوئے اور پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لے کر مسجد حرام واپس تشریف لائے ، اور اس سفر میں جو صرف ایک رات کا تھا آسمانوں کے نظام اور وہاں کے باسیوں سے واقف اور متعارف ہوئے ، جس کی تفصیلات قرآن کریم اور کتب احادیث وتاریخ میں موجود ہیں .

اللہ تعالے کے صفات عالیہ میں سننا ، دیکھنا ، علم رکھنا اور قدرت رکھنا ، اردہ اور مشیت سے متصف ہونا ہے ، چنانچہ وہ ہر چیز کو سنتا اور دیکھتا ہے اور کوئی چیز بھی اس کو سننے ودیکھنے سے مانع نہیں ، اور رحم مادر اور سینے میں چھپے ہوئے راز دل ، اور دنیا میں جو کچھ ہو چکا ہے یا آئندہ ہونے والا ہے اللہ تعالے اس کا بخوبی علم اور واقفیت رکھتا ہے .

وہ ذات ایسی قادر مطلق ہے کہ جب کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتی ہے تو کُنْ کہتی ہے تو وہ فَیَکُوْن یعنی ہوجاتی ہے .

اور اللہ تعالے نے جن صفات سے اپنی ذات پاک کو متصف کیا ہے وہ صفت کلام ہے چنانچہ وہ جس طرح اور جیسے چاہتا ہے کلام فرماتا ہے ، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا ، اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی کلام فرمایا ، اسی طرح قرآن کریم مع اپنے حروف ومعانی کلام الہی ہے جسے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا جو اللہ تعالے کے من جملہ صفات کے ایک صفت ہے اور گمراہ فرقہ معتزلہ کے نظریہ کی طرح مخلوق نہیں ہے . اور من جملہ ان صفات کے جس سے اللہ تعالے نے اپنے کو متصف فرمایا ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بیان فرمایا ہے وہ چہرے کا ہونا، دونوں ہاتھ کا ہونا، مستوی ہونا ، نزول فرمانا ، راضی اور ناراض ہونا چنانچہ وہ اپنے مومن بندوں سے راضی اور خوش ہوتا ہے اور کفار ومشرکین

اسی طرح دوسری جگہ اللہ تعالے نے عیسائیوں کے اس نظریہ کی کہ "حضرت عیسی اللہ کے بیٹے ہیں" اور اور یہودیوں کے عقیدہ "عزیر اللہ کے لڑکے ہیں" شدید نکیر و تردید فرمائی ہے، اسی طرح بعض لوگوں کے اس قول کہ "فرشتے اللہ کی لڑکیاں ہیں" مذمت فرمائی ہے، اور اس کی وضاحت فرمائی کہ اس نے حضرت عیسی کو اس طرح بغیر باپ پیدا فرمایاہے جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور حضرت حواء کو حضرت آدم کی پسلی سے پیدا فرمادیا پھر ان کی اولادیں یعنی ساری انسانیت کو ماں باپ کے ناپاک نطفہ سے پیدا فرمادیا۔

ابتدائے آفرینش میں ہر چیز کو عدم سے وجود بخشا پھر اس نے اپنے مخلوقات کے سلسلہ میں ایسا نظام مقرر فرمادیا جس سے کوئی چیز سرمو تجاوز نہیں کرسکتی اور اسی باریک قانون فطرت کے تحت وہ چیز معرض وجود میں آتی ہے مگر یہ کہ خود اللہ تعالے ہی اس نظام وقانون سے ہٹ کر اگر کوئی چیز پیدا کرنا چاہے تو بغیر کسی رکاوٹ کے پیدا کرنے پر قادر و مستطیع ہے، جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کردیا جو ماں کی گود میں ہی بول رہے تھے، اور حضرت موسی علیہ السلام کے عصا کو سانپ میں تبدیل فرمادیا، جب انھوں نے اپنے اسی عصا سے سمندر کو مارا تو اس میں راستہ بن گیا جس پر سے وہ اور انکی قوم سمندر عبور کرگئی، اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، اور جب آپ صلے اللہ علیہ وسلم درختوں کے پاس سے گذرتے تھے تو وہ آپ کو سلام کرتے تھے، اور جانور آپکی نبوت ورسالت کی شہادت دیتے تھے جسے لوگ اپنی کانوں سے سنتے تھے، اور آپکو براق پر سوار کرکے مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے جایا گیا، پھر وہاں سے آسمانوں تک حضرت جبریل کی معیت میں لے جایا گیا اور وہاں سے بارگاہ الہی میں

آیت کریمہ کی اجمالی تفسیر : اللہ تعالے پہلی آیت میں یہ بیان فرما رہے ہیں کہ اس نے جنات (۱) والنسان کو صرف اپنی ذات واحد کی عبادت کے لئے پیدا فرمایا .
اور دوسری وتیسری آیت میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ عباوتوں سے مستغنی ہے اور نہ کسی طرح کے کھانے اور روزی کی خواہش رکھتا ہے بلکہ وہ تو ایسی قادر ذات پاک ہے جو سب کو روٹی روزی دیتی ہے اس کے علاوہ کوئی کسی کو رزق فراہم نہیں کرتا مگر اسی کے مرضی سے، وہی ذات بارش برساتی ہے اور زمین سے طرح طرح کے اناج اور پھل فروٹ پیدا فرماتی ہے . اور وہ دوسری ساری مخلوقات جو عقل وفہم نہیں رکھتی ، جنھیں اللہ تعالے نے انسانوں کی خدمت وراحت کے لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اللہ تعالے کی عبادت واطاعت ان کی مدد سے بحسن وخوبی انجام دیں اور اس کے نازل کردہ وہ قوانین کے مطابق سب کے ساتھ سلوک کیا جائے .
کائنات کی تمام مخلوقات ، اور اسکی ساری نقل وحرکت کو اللہ تعالے نے کسی خاص مقصد وحکمت کے تحت پیدا فرمایا ہے جسے بسا اوقات قرآن کریم نے روشنی ڈالی ہے اور جس کو ہر صاحب علم اپنے علم وبصیرت کے بقدر واقفیت رکھتا ہے ، اور اپنے ایمان ویقین کے نور سے اسکی معرفت حاصل کرلیتاہے .
مثال کے طور پر انسانوں کی عمر میں تفاوت کا ہونا ، اور روزی میں کمی بیشی کا ہونا ، ابتلاء وآزمائش میں ایک دوسرے میں فرق ہونا، اسی طرح باہمی طور پر مختلف المزاج ومذاق ہونا، ان سب اصول وعادات کا فرق واختلاف اللہ تعالے کی مشیت ومرضی سے ہوتاہے تاکہ اپنے بندوں کا امتحان لے چنانچہ جو شخص راضی برضائے الٰہی رہا اور قضا وقدر کے سامنے سر تسلیم خم ہوا ، اور بغیر مایوسی کے محنت اور مشقت کرتا رہا

---

(۱) جنات عقل وفہم رکھنے والی ایک مخلوق ہے جس کو اللہ تعالے نے انسان ہی جیسے عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور ان ہی کے ساتھ روئے زمین پر رہتے ہیں لیکن انسان ان کو دیکھ نہیں پاتے .

اور اس کی نافرمانی کرنے والوں سے ناراض اور غصہ ہوتا ہے۔

اور اس کا راضی ہونا، غصہ ہونا، کلام فرمانا، چہرے اور دونوں ہاتھ کا ہونا، مستوی ہونا اور نزول فرمانا یہ سب صفات ایسے طور پر ثابت ہیں جو اس کے شایان شان ہے جو مخلوق کے صفات سے مشابہ نہیں ہیں۔

قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ مومنین اللہ تعالے کو جنت میں اپنی آنکھوں سے دیدار کریں گے، اور اللہ تعالے کی دیگر صفات کا قرآن کریم اور احادیث میں تفصیل سے ذکر آیا ہے وہاں اس کا مطالعہ کرلینا چاہیئے۔

جن وانس اور ساری مخلوقات کے پیدا کرنے کے اغراض ومقاصد:

جب تم اس پر ایمان رکھتے ہو کہ اللہ تعالے نے تمہیں پیدا کیا تو اسکا بھی یقین رکھو کہ اس نے تم کو ایسے ہی بلا وجہ پیدا نہیں کیا بلکہ اپنی عبادت کے لئے سارے انس وجن پیدا فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ الذاریات

اور میں نے تو جنات اور انسان کو پیدا ہی اسی غرض سے کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں، میں ان سے نہ روزی چاہتا ہوں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھلایا کریں، اللہ تو خود ہی سب کو روزی پہونچانے والا ہے، قوت والا، مضبوط ہے۔

سوجائیں ، اور سوائے خدائے حی وقیوم کے کوئی ذات زندہ وباقی نہ رہ جائے ، پھر اسکے بعد اللہ تعالے دوبارہ سارے جن وانس وحیوانوں کو اٹھائے گا اور سارے جسموں میں روح لوٹا دے گا جو پہلے ہی جیسے ہوجائیں گے پھر اسکے بعد اسکے دنیوی اعمال پر حساب وکتاب ہوگا اور اسی کے مطابق جزا وسزا دی جائے گی ، کسی عورت ومرد خادم ومخدوم ، امیر وغریب میں کوئی فرق وامتیاز نہ برتا جائے گا اور ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم وزیادتی نہ ہوگی ، ظالم سے مظلوم کا حق دلایا جائیگا حتیٰ کہ حیوانات سے باہمی ظلم وزیادتی کا بدلہ چکایا جائے گا پھر ان سے کہا جائے گا تم سب مٹی ہوجاؤ کیونکہ جانور جنت وجہنم میں نہ جائیں گے .

اسی طرح جنوں وانسانوں کے حساب وکتاب کے بعد ہر ایک اپنے اپنے اعمال خیر وشر کے مطابق جنت وجہنم کی طرف لے جائیں گے اور مومنین وصالحین اپنے اعمال خیر کی وجہ سے جنت میں جائیں گے اگرچہ وہ دنیا میں غریب اور فاقہ کش رہے ہوں اور کفار ومشرکین اپنے اعمال بد کی وجہ سے جہنم رسید ہوں گے اگرچہ دنیا میں امیر وکبیر اور باحیثیت رہے ہوں گے .

ارشاد ہے :

"إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"

تم میں اللہ تعالے کے نزدیک زیادہ عزت والا شخص وہ ہے جو زیادہ تقوی والا ہے .

جنت : وہ طرح طرح کی نعمتوں سے بھرپور جگہ ہے جسے انسان بیان نہیں کرسکتا ، جس میں سو درجے ہیں اور ہر درجہ کے اپنے قوت ایمان اور کثرت اعمال سے متصف باشندے ہیں ، جنت میں سب سے کم درجہ والا شخص دنیا کے بڑے سے

اور اللہ تعالے کی مرضیات پر چلنے کی کوشش کرتا رہا تو اللہ تعالے اس کو سعادت دارین سے نوازیں گے اور جو شخص اللہ تعالے کی طرف سے قضا وقدر کا شکوہ کیا اور اس پر لعن وطعن کیا اور اس کے سامنے سر تسلیم نہیں ہوا تو اللہ تعالے کی ناراضگی مول لی اور دنیا وآخرت میں بدبختی کا مستحق ٹھرا ، ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالے ہم سے راضی ہو اور اپنے ناراضگی سے محفوظ رکھے ۔

موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور حساب وکتاب اور جنت وجہنم کا بیان:

جب تم نے اچھی طرح یہ جان لیا کہ اللہ تعالے نے تم کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے تو اس پر بھی ایمان ویقین رکھو کہ اللہ تعالے اپنی ان کتابوں میں جن کو اپنے برگزیدہ بندوں پر نازل فرمائی ہے ، بیان فرمایا کہ وہ تم کو موت آنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور تمہارے دنیاوی نیک وبد اعمال کا بدلہ دے گا وہ یوم آخرت ہوگا جس کو یوم جزا بھی کہتے ہیں ، کیونکہ انسان موت ہی کے ذریعہ سے دار العمل اور دار الفناء سے دار الجزاء اور دار البقاء منتقل ہوجاتا ہے جب انسان دنیا کی اپنی مقررہ مدت وعمر پوری کرلیتا ہے جسے اللہ تعالے نے لکھی ہے تو وہ موت کے فرشتے اس کی روح قبض کرنے کے لئے بھیجتا ہے چنانچہ وہ اس کی روح جسد خاکی سے قبض کرلیتے ہیں اور سخت ترین تکلیف سے دوچار ہوتا ہے ۔

اگر وہ روح بندہ مومن کی ہوتی تو اللہ تعالے اسے دار النعیم (جنت) میں پہونچادیتے ہیں ، اور اگر کافر کی ہوتی تو دار العذاب (جہنم) میں پہونچادیتے ہیں ، تا آنکہ حساب وکتاب کا دن یعنی قیامت نہ آجائے اور سارے لوگ موت کی ابدی نیند نہ

اور ہمارے شان میں عجیب (گستاخانہ) مضمون بیان کیا اور اپنی خلقت کو بھول گیا، کہنے لگا کون زندہ کریگا ہڈیوں کو جب کہ وہ بوسیدہ ہوگئی ہوں، آپ کہدیجئے انھیں وہی زندہ کریگا جس نے انھیں اول بار پیدا کیا تھا اور وہی سب طرح کا پیدا کرنا خوب جانتا ہے۔

ایک اور جگہ فرماتا ہے:

زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧﴾ تغابن

جو لوگ کافر ہیں ان کا خیال ہے کہ وہ (دوبارہ) اٹھائے نہ جائیں گے آپ (ان سے) کہیئے ضرور اور قسم ہے میرے پروردگار کی ضرور تم اٹھائے جاؤگے پھر جو کچھ تم کرچکے ہو اس کی تمھیں خبر دی جائیگی اور یہ اللہ پر (بالکل) آسان ہے۔

آیت کریمہ کی اجمالی تفسیر:

اللہ تعالے پہلی آیت میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انسان کو اس نے زمین سے یعنی مٹی سے پیدا کیا یہ اس طور پر ہوا کہ اس کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا، اور دوبارہ مرنے کے بعد قبروں میں مٹی ہی میں ملادے گا اور پھر اپنی اپنی قبروں سے سبھی کو زندہ کرکے برآمد کرے گا اور ان کا حساب وکتاب کرکے اچھے برے اعمال کا بدلہ دے گا. اور دوسری آیت میں اللہ تعالے ان کافروں کی تردید فرمارہے ہیں جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں اور انھیں تعجب ہوتا

بڑے بادشاہ کے عیش و آسائش سے ستر گنا زیادہ عیش و عشرت میں ہوگا۔

دوزخ : جس سے اللہ تعالے ہم کو پناہ دے ، وہ گونہ گوں عذاب و سزا کا مرکز ہے ، جس کے بیان سے قلب و جگر لرز جاتے ہیں اور آنکھیں اشک بار ہوجاتی ہیں ، اگر قیامت کے بعد دوبارہ موت ہوتی تو محض دوزخ کے دیکھنے ہی سے لوگ مردہ ہوجاتے ، لیکن موت تو صرف ایک بار آتی ہے جس کے ذریعہ سے انسان دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔

قرآن کریم نے موت اور حساب وکتاب ، جنت ودوزخ کا تفصیل سے نقشہ کھینچا ہے اور اس کی ساری چیزوں کو وضاحت سے بیان کردیا ہے ، جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور حساب وکتاب ، جزا وسزا کے برحق ہونے پر بکثرت دلائل موجود ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالے کا ارشاد گرامی ہے :

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ﴿٥٥﴾

طٰہ : ٥٥۔

اسی (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا اور اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ پھر نکالیں گے۔

مزید ارشاد ہے :

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ یٰس

برے اعمال لکھنے کے لئے دائیں بائیں دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں جو اس کی ہر چھوٹی وبڑی چیزوں کو محفوظ کرلیتے ہیں اور پھر انسان کو قیامت میں دوبارہ زندہ ہونے کے بعد وہ سارے محفوظ شدہ ریکارڈ دے دیا جائے گا چنانچہ وہ اسکو پڑھنے کے بعد کسی ایک چیز کے بھی انکار وتردید کی جرات نہ کرسکے گا ، اور جو شخص دیدہ دلیری میں اس کا انکار کرے گا تو اللہ تعالے اس کے ہاتھ وپیر، آنکھ وکان وغیرہ کو بلوا دے گا اور وہ اس کے خلاف گواہی دیں گے ، جس کی تفصیلات قرآن کریم نے یوں بیان فرمائی ہے :

مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ ق

وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر یہ کہ اس کے آس پاس ہی ایک تاک میں لگا رہنے والا تیار ہے .

مزید ارشاد ہے :

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴿١٢﴾ الانفطار

دراں حالانکہ تمھارے اوپر (ہماری طرف سے) یاد رکھنے والے معزز لکھنے والے مقرر ہیں ، وہ جانتے ہیں اس کو جو کچھ تم کررہے ہو.

آیات کی تفسیر:

آیت کریمہ میں اللہ تعالے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہر انسان پر دو نگراں فرشتے مقرر ہیں ایک داہنے طرف ہے جو اعمال حسنہ لکھتاہے اور دوسرا بائیں طرف ہے جو اعمال سیئہ تحریر کرتاہے .

اور دوسری دونوں آیتوں میں ان ہی مضامین کی وضاحت کی گئی ہے ، اور اسکے بغیر بھی انسان کے سارے اعمال کا وہ علیم وخبیر ہے جو لوح محفوظ میں ہیں ہم گواہی

ہے کہ ہڈیاں سڑنے گلنے کے بعد کیسے تروتازہ ہوجائیں گی اوران کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ ذات پاک جو پہلی مرتبہ ان کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہی ان کو دوبارہ زندہ اور تروتازہ بھی کرنے پر قادر ہے۔

اور تیسری آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالے ان ہی کفار ومشرکین کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں جو کہ بعث بعد الموت کا انکار کرتے ہیں اوراس کو ناممکن تصور کرتے ہیں تو اس کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرما رہے ہیں ان سے قسم کھا کر یہ کہدیں کہ اللہ تعالے بعث بعد الموت پر قادر ہے اور انکے اعمال سب سامنے آئیں گے اور اسی کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اور یہ اللہ تعالے کے لئے کوئی بڑی بات نہیں، بلکہ معمولی سی چیز ہے۔

اور ایک دوسری آیت میں مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جب بعث بعد الموت کے منکرین کو حساب وکتاب کے بعد جہنم رسید کردیا جائیگا تو ان سے کہا جائے گا۔

ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾ السجدۃ

لو جہنم کے عذاب کا مزہ چکھو اکر اسکی تکذیب کرتے تھے

انسان کے قول وفعل کا ریکارڈ:

اللہ تعالے نے اسکی بھی وضاحت کردی ہے کہ انسان جو کچھ بھی اچھا یا برا قول وفعل، چاہے وہ علانیہ ہو یا پوشیدہ طور پر سب اللہ تعالے کے یہاں لوح محفوظ میں آسمان وزمین اور انسان اور دوسری سارے مخلوقات کے پیدا کرنے سے قبل ریکارڈ محفوظ کردئے گئے ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ ہر انسان کی نگرانی اور اس کے اچھے

فصل دوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت :

جب تم نے یہ جان لیا کہ اللہ رب العزت وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو پیدا فرمایا پھر تم کو مردہ کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور تمہارے نیک وبد اعمال کے مطابق جزا وسزا دیگا تم اس کے بعد اس کا بھی ایمان ویقین رکھو کہ اللہ تعالے سارے لوگوں کے ہدایت کے لئے اپنا رسول بھیجا ہے ، اور اس کی اطاعت وفرمانبر داری کا حکم دیا ہے اور اسکی بھی وضاحت کردی ہے صحیح اور درست عبادت واطاعت اسی رسول کے اتباع کی وجہ سے کی جاسکتی ہے اور اللہ کی شریعت پر اسی وقت عمل پیرا ہوا جاسکتا ہے اور اس کی عبادت کا حق اس وقت ادا کیا جاسکتا ہے جب اسکی کامل ترین اطاعت کی جائے اسکے اللہ کا رسول بلکہ خاتم الرسل اور دانائے کل ، اور ہادی السبل ہونے کا ایمان ویقین رکھا جائے ، جنکی بعثت کی بشارت حضرت موسی اور حضرت عیسی نے اپنے اپنے زمانے میں دی تھی جس کا تذکرہ تورات وانجیل میں چالیس سے زائد جگہوں پر آیا ہے اور جسکو یہودی اور عیسائی تورات وانجیل میں تحریف سے قبل پڑھتے پڑھاتے تھے (۱)

ولادت باسعادت :

اور یہ پیارے نبی جو خاتم الانبیاء اور ساری انسانیت کی طرف منصب نبوت

---

(۱) ان بشارتوں کی تفصیلات کا جو تورات وانجیل میں وارد ہوئی ہیں علامہ ابن تیمیہ کی تصنیف " الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح " کی دوسری جلد میں مطالعہ کیا جاسکتا ہے اسی طرح علامہ ابن القیم کی کتاب " ہدایۃ الحیاری " اور سیرت ابن ہشام اور ابن کثیر کی " معجزات النبوۃ " میں دیکھا جاسکتا ہے .

دیتے ہیں کہ اللہ تعالے کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور اسکی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکے رسول ہیں، اور اسکی بھی شہادت دیتے ہیں جنت، جہنم، حق ہے اور روز قیامت کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں، اور اللہ تعالے لوگوں کو حساب وکتاب کے لئے اپنی اپنی قبروں سے برآمد کرے گا اور انکے نیک وبد اعمال کا بدلہ وصلہ دے گا اور جو کچھ بھی اللہ تعالے نے قرآن کریم میں ہمکو بتایا ہے یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں پہونچایا ہے سب کے سب حرفا حرفا برحق اور شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔

آخیر میں ہم سبھی عقل وفہم رکھنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان حقائق پر ایمان لے آئیں اور اس کے مطابق عمل پیرا ہوں اور سعادت دارین سے مشرف ہوں بس یہی راہ نجات ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات وخصوصیات :

اللہ تعالے نے آپ کو کچھ ایسی خصوصیات وصفات سے نوازا ہے جو دوسرے انبیاء کرام ورسل عظام میں نہیں پائی جاتی ۔

۱ - خاتم الانبیاء کا ہونا: آپ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں آپ کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا ۔

۲ - عموم رسالت کا ہونا : آپ صلے اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کے لئے رسول بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں اور سارے لوگ امت محمدیہ کہلائے جائیں گے ، جس نے آپ کی اطاعت کی وہ جنتی ہوگا اور جس نے آپکی نافرمانی کی وہ جہنم رسید ہوگا ۔

اور یہودی اور عیسائی بھی آپ کی مکمل اتباع اور دین اسلام پر ایمان لانے کے مکلف ہیں ، اور جنہوں نے آپ کی نبوت ورسالت وشریعت اسلامیہ کی پیروی نہ کی ہوگی وہ درحقیقت حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ اور سارے انبیاء کرام کے منکر ہیں اور یہ سارے انبیاء ان پیروکاروں سے اپنی براءت کا اظہار کریں گے کیونکہ ان انبیاء کرام نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت دی ہے، اور آپ کی نبوت ورسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے، اور آپ کا دین اسلام سارے انبیاء کرام کا دین ہے جس کو اللہ تعالے نے آپ کی بعثت ورسالت کے درجہ کمال کو پہونچا دیا ہے اور اس سلسلہ نبوت ومنصب رسالت کو تا قیامت ختم فرمادیا ہے اس لئے کسی بھی شخص کے لئے جائز نہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے بعد کسی دوسرے دین کو اپنائے اور دین اسلام ہی آخری اور مکمل دین وشریعت ہے، اور

ورسالت سے مشرف کرکے مبعوث کئے گئے ہیں جن کا نام نامی ولسب گرامی یہ ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب الھاشمی القرشی سارے روئے زمین پر سب سے سچے اور شریف شخص ہیں جن کا قبیلہ غیر معمولی شرافت اور وجاہت والا ہے جن کا شجرہ نسب حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم سے جا ملتا ہے۔

آپ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے، آپ نے جس شب آنکھ کھولی ساری سر زمین روز روشن کی طرح روشن ہوگئی، اور قریش کے صنم خانوں میں انقلاب برپا ہوگیا، تراشیدہ بت اوندھے منہ گر پڑے اور قیصر وکسری کے ایوان ہل گئے، اور دس سے زائد قندیلیں ٹوٹ کر گر گئیں، اور آتش کدہ فرس، بجھ کر ٹھنڈا ہوگیا جو دو ہزار سال سے دہک رہا تھا جس کی تیزی و تپش کم تک نہیں ہوتی تھی۔

یہ انقلاب اللہ تعالے کی طرف سے سارے روئے زمین کے باشندوں کے لئے اعلان وانتباہ تھا کہ خاتم الانبیاء والمرسلین کی ولادت باسعادت ہوچکی ہے جو ان بتوں کو پاش پاش کریں گے جو خانہ خدا میں خدائی کررہے ہیں اور جو قیصر وکسری کے عظیم طاقتوں سے ٹکر لیں گے اور ان کو اسلام کی دعوت دیں گے اور خدائے وحدہ کی عبادت کی تبلیغ کریں گے اور جب وہ اس دعوت پر لبیک کہنے سے انکار کریں گے تو یہ آخری نبی ان سے جہاد کریں گے اور اس کے متبعین اس کا ساتھ دیں گے اور آخر کار یہ لوگ ان طاقتوں پر نبرد آزما ہوکر فتح یاب ہوں گے اور اللہ کے دین کو ساری خدائی زمین پر پھیلائیں گے، چنانچہ اللہ تعالے نے آپکی بعثت کے بعد ایسا ہی کیا جیسا اشارہ ہوا تھا۔

علامات قیامت کے موضوع پر علماء کرام نے مستقل کتابیں لکھی ہیں ، اور احادیث کی کتابوں میں مستقل ابواب موجود ہیں ، اور علامہ ابن کثیر کی تصنیف " النھایہ " میں مزید مطالعہ کیا جاسکتاہے .

یہ مذکورہ معجزات دوسرے انبیاء کے معجزات سے مشابہ ہیں ، لیکن اس کے علاوہ اللہ تعالے نے آپ کو ایک ایسے عظیم جیتے جاگتے معجزہ سے نوازا ہے جو تا قیامت تروتازہ اور زندہ تابندہ رہے گا وہ عظیم معجزہ ہے .

٦- قرآن کریم : جس کی حفاظت کا خود اللہ تعالے نے وعدہ فرمایا ہے جس میں کسی قسم کی تحریف وتبدیلی ناممکن ہے ، اگر کسی بدبخت نے اس کی کوشش کی تو وہ ناکام ونامراد رہا کیونکہ لاکھوں وکروڑوں قرآن کے نسخ ساری دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں جو کہ ایک دوسرے سے ایک حرف اور نقطہ میں بھی مختلف نہیں ہیں اور سب کے سب یکساں ہیں ، اسی طرح لاکھوں افراد کے سینوں میں بھی محفوظ ہیں اور کسی کی تلاوت میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے .

لیکن اس کے برعکس تورات وانجیل میں غیر معمولی تحریف وتبدیلی ہوچکی ہے اور ایک دوسرے سے مختلف نظر آتے ہیں ، اور ہر طباعت ، سابقہ طباعت سے مختلف ہوتی ہے کیونکہ یہودیوں اور عیسائیوں نے ان کے ساتھ کھلواڑ کیا ہے اور اللہ تعالے نے اس کی حفاظت کا بھی ذمہ نہیں لیا تھا اور قرآن کا اللہ تعالے نے حفاظت کا وعدہ فرمایاہے جیسا ارشاد ربانی ہے :

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ الحجر

اس نصیحت نامہ کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں .

تاقیامت محفوظ رہنے والا ہے ، اور جہاں تک یہودیت اور عیسائیت کا تعلق ہے تو وہ اپنی اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے اور اس میں غیر معمولی طور پر تحریف وتبدیلی کی جاچکی ہے، اور جس نے دین اسلام کی پیروی کی وہ سارے انبیاء کرام پرایمان لے آیا، اور جس نے دین اسلام کا انکار کیا وہ سارے انبیاء کا بھی منکر ہوا ، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں اور آپکے بعد بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد دین اسلام میں داخل ہوئی اور بحمداللہ آج تک اسکا سلسلہ جاری ہے ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات :

سیرت نگاروں نے آپ کے معجزات کا جو آپکی رسالت ونبوت کی سچائی اور برحق ثابت کرنے کے لئے بطور دلیل نمودار ہوئے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جن کی تعداد ایک ہزار معجزات تک پہونچ جاتی ہے، جن میں سے بعض یہ ہیں ۔

۱ - ختم نبوت : آپ کے کندھوں پر ختم نبوت کے نشان کا ہونا ۔

۲ - بادل کا سایہ : جب آپ دھوپ میں چلاکرتے تھے تو بادل کاایک ٹکڑا آپکے اوپر سایہ فگن ہوتا تھا ۔

۳ - کنکری کی تسبیح : آپ کے ہاتھوں میں ایک دفعہ کنکریوں نے تسبیح وتحمید کی ۔

۴ - درخت کا سلام : آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو درخت نے سلام کیا ۔

۵ - پیشگوئیاں : آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت میں بعض ہونے والے واقعات کی پیشگوئیاں فرمائیں تھیں جو رفتہ رفتہ رونما اور حرفا حرفا صحیح ثابت ہورہی ہیں اور انکا ہم مشاہدہ کررہے ہیں جس کا علم اللہ تعالے نے آپ کو عطا فرمایاتھا ، جو حدیث کی کتابوں میں پوری تفصیلات کے ساتھ مدون ومحفوظ ہیں ۔

آپ کہہ دیجئے کہ اگر (کل) انسان وجنات اس بات کے لئے جمع
ہوجائیں کہ اس جیسا قرآن لے آئیں (جب بھی) اس جیسا نہ
لاسکیں گے اور خواہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں .

اگر قرآن کریم کسی انسان کا کلام ہوتا اور کلام الٰہی نہ ہوتا تو یقیناً اہل عرب اس جیسا کلام پیش کردیتے اور عاجز وقاصر نہ ہوتے کیونکہ اللہ تعالے کا کلام اسی طرح اعلی و عظیم تر ہے جس طرح اس کی ذات وصفات مخلوق سے بالا تر اور عظیم الشان ہے ، اور جس طرح وہ ذات پاک "لیس کمثله شئ" سے متصف ہے بعینہ اس کا کلام بھی بے نظیر اور بے مثال ہے .

اس واقعہ سے بخوبی اندازہ ہوجاتاہے کہ قرآن کریم اللہ تعالے کا کلام حق ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول برحق ہیں کیونکہ اللہ تعالے کا کلام سوائے رسول کے کسی دوسرے شخص پر نازل نہیں ہوتا .

خود اللہ تعالے فرماتے ہیں :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾ الاحزاب

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ، البتہ اللہ کے
رسول ہیں اور (سب) نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب
جانتا ہے .

دوسری جگہ ارشاد گرامی ہے :

قرآن کریم کے کلام اللہ اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے رسول اللہ ہونے کے دلائل

قرآن کریم کے کلام اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے کے عقلی اور منطقی دلائل وشواہد میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالے نے کفار مکہ کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب پر اسی طرح تردید فرمائی جس طرح سابقہ انبیاء کرام کے برحق ہونے اور ان کی امتوں کے تکذیب پر فرمائی تھی۔

اسی طرح کفار قریش کے اس قول پر قرآن کریم اللہ تعالے کا کلام نہیں ہے، چیلنج فرماتے ہوئے ان سے مطالبہ کیا اسی طرح فصاحت وبلاغت سے بھرپور کوئی چھوٹا سا کلام اس طرح لاکر دکھائیں، چنانچہ زبان دانی کے باوجود اس جیسا لانے سے عاجز رہے حالانکہ وہ اپنے آپ کو بلاغت وفصاحت اور شعر وشاعری میں چوٹی پر سمجھتے تھے اور ان میں بڑے بڑے شعراء اور نامور مقررین موجود تھے، پھر آخر میں ان سے صرف یہ مطالبہ کیا گیا کہ دس سورتیں یا کم از کم ایک چھوٹی سی سورت قرآن کے مقابلہ میں پیش کردیں لیکن وہ اس میں بھی ناکام رہے، پھر اللہ تعالے نے خود بنفس نفیس یہ اعلان فرمادیا کہ اگر سارے انسان اور جنات مل کر بھی ایسا کلام پیش کرنا چاہیں تو وہ یقینا ناکام رہیں گے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾

اسراء

باعث برکت بتایا ہے ، آپ اللہ تعالے کی ایسی رحمت ہیں جسے اس نے بطور عطیہ ساری انسانیت کو مرحمت فرمایاہے جس نے آپ کی اطاعت اختیار کی اس نے اللہ تعالے کے عطیہ رحمت کو قبول کرلیا اور جنت کا مستحق ہوا اور جس نے آپ کو جھٹلا دیا اور آپ کی تابع داری سے گریز کیا تو اس نے اللہ تعالے کے ہدیہ رحمت کو ٹھکرا دیا اور جہنم کا سزاوار ہوا .

اللہ اور رسول کی ایمانی صدا پر لبیک کہنا :

اس لئے ہم ہر عقل وفہم رکھنے والے شخص کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ اللہ تعالے کو رب بناکر اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول بناکر ایمان لائے اور آپ کی سنت وشریعت کی مکمل پیروی کرے اور اسی کا نام دین اسلام ہے جس کا اصل مآخذ اور سرچشمہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور سنت طیبہ ہیں ، کیونکہ اللہ تعالے نے آپ کو تمام لغزشوں سے محفوظ رکھا ہے اور اللہ ہی کے مرضی سے کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں ، اس لئے ہر انسان کو اس اعتراف اور اقرار میں ذرہ برابر بھی تردد نہ ہونا چاہیئے . " آمنت بالله وان محمدا رسول الله " اور اس کے سایہ میں ساری زندگی گذارنی چاہیئے کیونکہ یہی صرف راہ نجات ہے . اللہ تعالے ہم کو اور آپ کو سعادت دارین سے نوازیں .

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا وَّلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ سبا : ۲۸ .

اور ہم نے تو آپ کو سارے ہی انسانوں کے لئے (نبی بناکر) بھیجا ہے بطور خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے کے ، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے .

ایک اور جگہ فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾ الانبیاء

اور ہم نے آپ کو دنیا جہان پر (اپنی) رحمت ہی کے لئے بھیجا ہے .

آیات کریمہ کی اجمالی تشریح :

پہلی آیت میں اللہ تعالے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کی طرف نبی اور رسول بناکر بھیجے گئے ہیں، اور وہ خاتم الانبیاء اور آخری نبی برحق ہیں آپ کے بعد کسی نبی اور رسول کی بعثت نہیں ہوگی ، اور آپ کو ایک عظیم منصب رسالت سے مشرف کیا گیا ہے جس کے آپ ہی مستحق اور جو آپ ہی پر ختم ہونے والا تھا .

دوسری آیت میں اللہ تعالے نے یہ بتایا ہے اس نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سارے لوگوں کی طرف رسول بناکر بھیجا ہے چاہے وہ کالے ہوں یا گورے ، عرب ہوں یا غیر عرب ، اور بہت سے لوگ حق اور حقانیت سے ناواقفیت کی وجہ سے گمراہ ہوئے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ورسالت کا انکار کرکے کافر ہوگئے .

اور تیسری آیت میں اللہ تعالے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ اس نے آپ کی ذات اور بعثت کو سارے جہاں کے لئے رحمت اور

لوگوں کو حکم دیا ہے اور تمام انبیاء کرام اس پر ایمان لے آتے ہیں اور اس کا انھوں نے اعلان واعتراف کیا ہے اور خود اللہ تعالےٰ نے اعلان فرما دیا ہے کہ یہی وہ دین حق ہے جس کے علاوہ کوئی دوسرا دین قابل قبول نہیں ہوگا چنانچہ ارشاد ہے :

"إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الإِسْلَامُ" آل عمران : ۱۹ .

یقینا دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے .

مزید فرمایا:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٨٥﴾ آل عمران

اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا ، اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا .

آیت کریمہ کی اجمالی تشریح :

اللہ تعالےٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس کے نزدیک معتبر ومقبول دین صرف دین اسلام ہے .

اور دوسری آیت میں اسکی وضاحت فرمائی کہ دین اسلام کے علاوہ وہ کسی سے بھی کوئی دوسرا دین قبول نہیں کرے گا ، اور مرنے کے بعد صرف مسلمان ہی نیک بخت ہوں گے اور جو لوگ دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اپناتے ہوئے مرجائیں گے تو وہ لوگ بڑے خسارے میں ہوں گے اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رہیں گے، اسی وجہ سے سارے انبیاء کرام نے دین اسلام کو اختیار فرمایا اور اسکی طرف دعوت دی ، اور جس نے اس سے روگردانی کی اس سے انھوں نے اعلان براءت

تیسری فصل

دین اسلام کی معرفت :

جب تم نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالےٰ کی وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور روزی عطا فرمایا ، اور وہی تن تنہا معبود برحق ہے جس کا کوئی شریک نہیں لہذا تمہارے لئے ضروری ہے تم صرف اس کی عبادت کرو۔

اور تم نے یہ بھی جان لیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے اور ساری انسانیت کے طرف بھیجے ہوئے رسول ہیں ۔

اس لئے تمہارا اللہ پر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان اسی وقت معتبر سمجھا جائے گا جب تم دین اسلام کی صحیح معرفت کرکے اس پر ایمان لے آؤ اور اس کے مطابق عمل صالح کرو ، اس لئے کہ یہی وہ دین اسلام ہے جس سے اللہ تعالےٰ راضی ہوتا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دے کر سارے لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنے کو واجب قرار دیا ہے ۔

اسلام کی تعریف :

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اسلام یہ ہے کہ تم (۱) اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں (۲) اور نماز قائم کرو (۳) اور زکوٰۃ ادا کرو (۴) اور رمضان کے روزے رکھو (۵) اور حج بیت اللہ کرو اگر اس کے سفر کی استطاعت رکھتے ہو ۔ (بخاری و مسلم)

چنانچہ اسلام وہ عالمی دین ومذہب ہے جس کے اپنانے کا اللہ تعالےٰ نے سارے

سے محبت کے دعویداروں سے یہ فرمادیں کہ اگر تم لوگ واقعی اللہ تعالے سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کاملہ کرو ، اللہ تعالے تم سے راضی ہوگا ، اور تمہارے گناہوں کو اس وقت معاف فرمائے گا جب آپ کی اطاعت اختیار کروگے ۔

اور یہی وہ دین اسلام ہے جس کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کی طرف لے کر مبعوث ہوئے ہیں اور ایسا مکمل دین ومذہب ہے جس کی تکمیل اللہ تعالے نے فرمائی ہے اور اپنے بندوں کے لئے اسی دین کو لازم وضروری قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا دین اس کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے ، اور اسی دین کی سارے انبیاء کرام نے بشارت دی تھی ۔

ارشاد خداوندی ہے :

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا المائدة: ۳ .

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کرلیا ۔

آیت کریمہ کی اجمالی تشریح :

یہ آیت کریمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ اور سارے صحابہ کرام حج وداع کے موقع پر عرفات کے دن ذکر الٰہی اور دعا ومناجات میں مصروف تھے ، اور دین اسلام پھل اور پھول کر اپنے عروج پر تھا اور قرآن کریم کا نزول پایہ تکمیل کو پہونچ چکا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اپنے آخری دور میں تھی ، چنانچہ اللہ تعالے اس آیت کریمہ کو نازل کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں اس نے دین اسلام کو مکمل فرما دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو نبی کریم صلے اللہ

کیا ہے۔

اس سارے لوگوں کو خصوصا یہودیوں اور عیسائیوں کو چاہیئے کہ اسلام کو قبول کرلیں اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا اعتراف کرکے آپ کی شریعت کو اپنالیں تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حقیقی پیرو کار ثابت ہوں، کیونکہ خود حضرت موسیٰ وعیسیٰ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور سارے انبیاء کرام مسلمان تھے اور دین اسلام کی طرف سب کو انھوں نے دعوت دی ہے۔

اس لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اور تاقیامت کوئی شخص بھی اس وقت تک مسلمان ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا جب تک آپ کی نبوت ورسالت کو تہ دل سے قبول نہ کرلے اور آپ کی سنت وشریعت پر بکمل طورپر تابع داری نہ اختیار کرے اور آپ پر نازل کردہ کتاب قرآن کریم پر عمل پیرا نہ ہوجائے۔

چنانچہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے:

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ آل عمران

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اللہ بڑا بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے۔

آیت کریمہ کی اجمالی تشریح:

اللہ تعالے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالے

کلمہ شہادت کے کچھ معانی و مفہوم ہیں جس کا ہر مسلمان کا جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے اور جو لوگ بغیر سوچے سمجھے اس کو صرف اپنی زبانوں سے دہرا لیتے ہیں وہ صحیح معنوں میں اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے.

چنانچہ کلمہ " لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ " کے معنی یہ ہیں. کہ زمین و آسمان میں سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اسی کی ذات پاک تن تنہا معبود برحق ہے اور اس کے علاوہ سارے معبود باطل ہیں.

" الٰہ " کے معنی معبود کے ہیں، جو شخص غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ کافر اور مشرک ہے اگر چہ اس کا معبود کوئی نبی یا ولی کیوں نہ ہو، اور اس دلیل سے کرتا ہو کہ وہ اس عبادت کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کا تقرب اور وسیلہ حاصل کررہا ہے، کیونکہ وہ مشرکین جن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد فرمایا وہ بھی انبیاء اور اولیاء کی اسی دلیل کی وجہ سے عبادت کیا کرتے تھے، لیکن انکی یہ دلیل ایک باطل اور مسترد کی جانے والی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ سے تقرب اور توسل حاصل کرنے کا یہ طریقہ نہیں کہ کسی اور کی عبادت کی جائے، اللہ تعالےٰ کا تقرب اور توسل تو اعمال صالحہ اور اس کے اسماء وصفات کے ذریعہ حاصل کیاجاتا ہے جس کا خود اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے، جیسے نماز پڑھی جائے، روزے رکھے جائیں، صدقہ وخیرات کیا جائے حج کیا جائے، والدین کی خدمت کی جائے اور مومن بندہ اپنے بھائی کے لئے دعا خیر کرے وغیرہ.

عبادت کی قسمیں :

عبادت کی بہت سی قسمیں ہیں ان میں سے چند قابل ذکر ہیں.

علیہ وسلم کی بعثت اور نزول قرآن کے بعد تمام کردیا ہے، اور اس کے بعد دین اسلام کو اکا دین بناکر راضی ہوگیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور دین ناقابل قبول ہے ، اور وہ دین اسلام جس کو لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں وہ ایسا مکمل دین وشریعت ہے جو ہر زمانے اور ہر علاقے کے تمام قوموں کے لئے موزوں ومناسب ہے وہ علم اور آسانی خیر وبرکت ، عدل وانصاف والا دین ہے ، اور وہ پورے نظام حیات اور دنیوی ودینی کامیابی کا ایسا واضح اور سیدھا راستہ ہے جس میں ہر چیز کے سلسلہ میں واضح تعلیمات ومکمل رہنمائی پائی جاتی ہے ، اور انسان کے دنیوی تقاضوں اور اخروی سعادت کے حصول کے لئے بہترین نظام حیات ہے .

ارکان اسلام :

دین اسلام جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لے کر مبعوث ہوئے ہیں کل پانچ رکنوں پر مشتمل ہے ، جس پر ایمان لائے اور اس کے تقاضوں پر بغیر عمل کئے ہوئے کوئی شخص صحیح طور پر مسلمان نہیں ہوسکتا وہ پانچ رکن یہ ہیں .

۱ - اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں .

۲ - نماز قائم کرنا ۳ - زکوٰۃ ادا کرنا ۴ - رمضان کے روزے رکھنا ۵ - استطاعت ہونے کے وقت حج بیت اللہ کرنا . (۱)

---

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ڈالی گئی ہے اسکی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ، نماز قائم کرنا ، زکوٰۃ ادا کرنا ، رمضان کے روزے رکھنا " اور استطاعت کے وقت حج بیت اللہ کرنا ، بخاری، مسلم. قرآن کریم سے دلائل کا ذکر قدرے تفصیل سے ہر رکن کی تشریح کے ضمن میں آئے گا.

آپ کہہ دیجئے تم جن کو اللہ کے سوا (معبود) قرار دے رہے ہو
ذرا ان کو پکارو تو سہی سو وہ نہ تم سے تکلیف دور ہی کر سکتے ہیں اور
نہ (اسے) بدل سکتے ہیں .

مزید ارشاد ہے :

" وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا " الجن : ١٨ .

اور جتنی مسجدیں ہیں (سب) اللہ کا حق ہیں سو اللہ کے ساتھ
کسی اور کو مت پکارو.

عبادتوں کی قسموں میں

٢ - ذبح کرنا ، نذر ماننا ، نیاز پیش کرنا ہے .

کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ سوائے اللہ تعالے کے کسی اور کے لئے قربانی کرے یا نذر ونیاز پیش کرے ، جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا ، یا کسی صاحب قبر اور جنات کی رضا وخوشنودی کے لئے ذبح کیا تو اس نے غیر اللہ کی عبادت کی ہے اور اللہ تعالےٰ کی لعنت کا مستحق ہوا .

اللہ تعالے کا فرمان ہے :

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾
لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾ الانعام

آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری (ساری) عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت (سب) جہانوں کے پروردگار اللہ ہی کے لئے ہیں ، کوئی اس کا شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ملا ہے اور

(۱) دعا وہ اپنی ان ضروریات کو طلب کرنا جس کو پورا کرنے کی سوائے اللہ تعالے کے کوئی طاقت وقدرت نہیں رکھتا جیسے بارش برسانا، مریض کو شفا عطا کرنا، مصیبتوں کو ٹالنا اور دور کرنا جس کو ٹالنے کی کوئی انسان طاقت نہیں رکھتا، جنت کا سوال کرنا، جہنم سے پناہ طلب کرنا، اولاد مانگنا، رزق طلب کرنا، چین وسکون چاہنا اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو سوائے اللہ تعالے کے کسی اور سے نہیں طلب کی جاتی اور جس نے کسی مخلوق سے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ وہ ان میں سے کسی چیز کا طلب گار ہوا اس نے اسکی عبادت کی، حالانکہ اللہ تعالے نے اپنے بندوں کو صرف اپنے سے مانگنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی واضح کردیا ہے کہ دعا بھی عبادت ہے اور جس نے کسی غیر اللہ سے دعا کی وہ دوزخی ہوگا.

چنانچہ ارشاد ہے:

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ"

المؤمن ٦٠.

اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا بے شک جو لوگ میری عبادت سے از راہ تکبر اعراض کرتے ہیں، عنقریب جہنم میں ذلیل ہوکر داخل ہوں گے.

اور دوسری آیت میں یہ واضح فرمادیا ہے کہ اللہ تعالے کے علاوہ جن کو پکارتے ہیں وہ نفع ونقصان کچھ کے بھی مالک نہیں اگرچہ وہ انبیاء اور اولیاء ہوں.

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ الاسراء

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ " میرے بجائے اللہ تعالے سے فریاد طلب کرنا چاہیئے" . طبرانی نے صحیح حدیث کے ضمن روایت کیا ہے .

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک صحیح حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں " جب تم سوال کرو تو اللہ تعالے سے سوال کرو اور جب مدد طلب کرو تو اللہ تعالے سے مدد طلب کرو" . امام ترمذی نے روایت کیا ہے .

اور جہاں تک دنیوی طور پر فریاد اور مدد طلب کرنے کا مسئلہ ہے تو صرف اسی انسان سے طلب کرنا جائز ہے جو زندہ اور موجود ہو .

اور استعاذہ، یعنی پناہ طلب کرنا تو یہ صرف اللہ جل شانہ کے شایان شان ہے کسی بھی انسان سے خواہ فرشتہ ہو یا نبی ہو یا ولی ہو زندہ یا مردہ، پناہ طلب کرنا جائز نہیں ہے .

غیب کا علم سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہیں جانتا جو شخص علم غیب کا دعوی کرتا ہے وہ کافر ہے جس کی تکذیب ضروری ہے .

جس نے کسی چیز کی پیشگوئی کی اور اتفاق سے صحیح ثابت ہوئی تو وہ اتفاقیہ تصور کیا جائے گا کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے .

" جو شخص کسی نجومی یا قیافہ شناس کے پاس حاضر ہوا اور اسکی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے جو چیز محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی (قرآن) اس کی تکذیب کی ". امام احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے .

عبادت کی قسموں میں

(۳) توکل ، رجاء ، خشیت ہے .

میں مسلموں میں سب سے پہلا ہوں .

امام مسلم کی روایت کردہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا اس پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہو .

جب کسی شخص نے یہ کہا کہ جب میرا فلاں کام ہوجائے گا تو میں فلاں کے لئے بطور نذر صدقہ کروں گا یا کچھ اور کروں گا ، تو یہ نذر، نذر شرک ہوجائے گی کیونکہ یہ نذر مخلوق کے لئے کی گئی ہے اور ایک عبادت ہونے کی وجہ سے کسی کے لئے جائز نہیں بلکہ صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہونا چاہئے .

اور جائز اور مشروع نذر یہ ہے کہ کوئی یہ کہے اگر فلاں کام ہوجائے گا تو میں اللہ تعالےٰ کے لئے بطور نذر صدقہ کروں گا یا کوئی اور عبادت کروں گا ، تو یہ نذر جائز ہے .

اسی طرح عبادت کی قسموں میں

(۳) استغاثہ (۱) استعانت (۲) استعاذہ (۳) ہے .

لہٰذا اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی سے نہ فریاد کی جائے اور نہ مدد طلب کی جائے ، اور نہ پناہ طلب کی جائے .

اللہ تعالےٰ کا ارشاد گرامی ہے :

"إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" الفاتحہ : ۴ .

ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں .

مزید ارشاد ہے :

"قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" الفلق : ۱ - ۲ .

آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں ، تمام مخلوقات کے شر سے .

---

(۱) فریاد کرنا (۲) مدد طلب کرنا (۳) پناہ طلب کرنا

جو کوئی اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک کرے گا، سو اللہ اس پر
جنت حرام کردے گا، اور اس کا ٹھکانا (دوزخ کی) آگ ہے اور (ایسے)
ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا.

اسی طرح اللہ تعالے نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ یہ اعلان
کردیں.

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾

الکہف

آپ کہہ دیجئے کہ
میں تو بس تمہارے ہی جیسا بشر ہوں، میرے پاس تو بس یہ وحی
آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، سو جو کوئی اپنے پروردگار
سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے، تو اسے چاہیئے کہ نیک کام کرتا رہے اور
اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے.

بعض علماء سوء نے ناخواندہ عوام کو دھوکہ میں کر رکھا ہے اور حقیقی توحید سے
جو کہ دین اسلام کی بنیاد ہے بے خبر کر رکھا ہے اور بعض فروعی مسائل کی بحث چھیڑ
کر ان کو الجھا کر رکھے ہوئے ہیں، چنانچہ وہ علماء سوء شفاعت اور وسیلہ کے بحث
کے در پردہ شرک کی دعوت دے رہے ہیں اور احادیث اور شرعی نصوص کی انتہائی
رکیک اور باطل تاویلیں کرنے سے بھی گریز نہیں کررہے ہیں اور اپنے بدعات
وشرکیات کو ثابت کرنے کے لئے احادیث موضوعہ اور شیطانی خواب وخیال پیش
کرنے سے باز نہیں آتے ہیں جس کو انھیں غیر اللہ کی عبادت کرنے کے لئے بطور
دلیل وثبوت جمع کررکھا ہے اور اس سلسلہ میں وہی طرز عمل اختیار کئے ہیں جو پہلے

توکل کے معنی یہ ہیں کہ انسان سوائے اللہ تعالے کی ذات کے کسی پر توکل وبھروسہ نہ کرے .

رجاء ، یعنی امید کہ معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالے کے سوا کسی سے امید نہ رکھے .

خشیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالے کے علاوہ کسی سے خوف وخشیت نہ رکھے .

لیکن بڑے افسوس کی بات کہ آج بہت سے اسلام کے دعویدار لوگ اللہ تعالے کی ذات وصفات میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں ، چنانچہ بہت سے زندہ لوگوں سے مرادیں مانگتے ہیں ، قبروں کا طواف کرتے ہیں اور ان سے مرادیں پوری کرنے کی درخواست کرتے ہیں ، یقینا یہ اعمال غیر اللہ کی عبادت ہے اور اسکا مرتکب مسلمان نہیں ہوسکتا اگرچہ کلمہ گو ہو اور صوم وصلاۃ کا پابند ہو .

اللہ تعالے فرماتا ہے :

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٥﴾ الزمر

اور واقعہ یہ ہے کہ آپ کی طرف بھی اور جو آپ سے قبل گذر چکے ہیں ان کی طرف بھی یہ وحی بھیجی جاچکی ہے کہ (اے مخاطب) اگر تونے شرک کیا تو تیرا عمل (سب) غارت ہو جائیگا اور تو خسارہ میں پڑ کر رہے گا .

مزید ارشاد ہے :

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾ المائدة

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَّهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤٤﴾ الزمر

آپ کہہ دیجئے شفارش تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں ہے اسی کی سلطنت آسمانوں اور زمین میں ہے ، پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے .

بدعت کا بیان :

بعض وہ چیزیں جسے اسلام نے بدعت قرار دیا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحیح احادیث میں اسکے ارتکاب سے منع فرمایا اور اس سے بچنے کا حکم فرمایاہے .

قبروں پر قبے تعمیر کرنا اور اسکو پختہ کرنا اور چراغاں کرنا ہے اور پھر وہاں نمازیں پڑھنا اور دعائیں کرنا اور عرس منانا اور مختلف قسم کی بدعات اور خرافات کرنا ہے .

ان سب چیزوں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی سے روکا ہے ، کیونکہ ان ہی چیزوں سے قبر پرستی اور مزید شرکیات کے ابتدا ہوتی ہے .

یہاں پر بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ جو لوگ بعض قبروں اور درگاہوں پر حاضری دیتے ہیں انکا یہ عمل ایک طرح کا شرک باللہ ہے ، جیسے مصر میں بدوی اور سیدہ زینب اور عراق میں شاہ عبدالقادر جیلانی اور اہل بیت کے قبروں پر اس غرض وغایت سے حاضری دیتے ہیں کہ ان کی فریاد رسی ہوگی ، مرادیں پوری ہوں گی ، بعض علاقوں میں تو نوبت یہاں تک پہونچ چکی ہے کہ لوگ قبروں کا طواف کرتے ہیں اور صاحب قبر کو نفع ونقصان کا مالک سمجھتے ہیں ، ظاہر ہے کہ ان کا یہ عقیدہ اور عمل گمراہ مشرکوں کے صف میں لے جاکر کھڑا کردیتا ہے اگرچہ نام نہاد مسلمان شمار کئے جائیں ،

کے مشرکین کئے ہوئے تھے ۔

وسیلہ کی حقیقت :

وہ وسیلہ جس کو اللہ تعالے نے ہمیں اپنے اس ارشاد سے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

وَٱبۡتَغُوٓاْ إِلَيۡهِ ٱلۡوَسِيلَةَ المائدۃ : ۳۵ ۔

اور اس کا وسیلہ تلاش کرو۔

وہ توحید خالص اور اعمال صالحہ ہیں ، جیسے نماز ، روزہ ، صدقہ ، حج ، وجہاد امر بالمعروف ونھی عن المنکر ، اور صلہ رحمی ، وغیرہ ۔

اور مردوں سے مرادیں مانگنا ، اور مصیبتوں کے وقت فریاد طلب کرنا اور اس طرح سارے اعمال ، غیر اللہ کی عبادت میں شامل ہے ۔

شفاعت کا بیان :

انبیاء کرام اور اولیاء اللہ اور دوسرے مسلمانوں کی شفاعت جب اللہ تعالے ان کو اسکی اجازت دیں گے ، ہم اسکے برحق ہونے پر ایمان رکھتے ہیں لیکن یہ شفاعت مردوں سے طلب کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ صرف اللہ جل شانہ کا حق ہے وہ اس کو حاصل ہوتا ہے جسے اللہ تعالے اجازت مرحمت فرمادیں ۔

چنانچہ ایک صحیح العقیدہ موحد شخص اللہ تعالے سے شفاعت طلب کرتے ہوئے یوں کہتا ہے " اے اللہ تعالے تو اپنے رسول کو ہمارے لئے سفارشی بنادے یا فلاں اپنے نیک بندے کو ہمارے حق میں سفارش کرنے والا بنادے " لیکن ہرگز یہ نہ کہے " اے فلاں شخص ہمارے لئے سفارش کردے " وغیرہ ، کیونکہ وہ مرچکا ہے اور مردے کسی کی فریاد رسی نہیں کرتے ۔

خود اللہ تعالے کا ارشاد ہے :

عقیدت ومحبت کا معیار حقیقی یہ ہے کہ ان کی سچی پیروی کی جائے اور آپ کے اسوہ پر گامزن رہا جائے اور ایک ایک سنت وشریعت کی چیزوں پر عمل کیا جائے، اور حقیقی مسلمان وہ ہے جو انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے محبت تو کرتا ہے لیکن عبادت نہیں، اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے وہ بھی ایسی محبت جو اپنی اولاد، اور سارے جہاں سے زیادہ ہو.

فرقہ ناجیہ :

مسلمان تعداد میں بکثرت ہیں لیکن درحقیقت وہ بہت کم ہیں، اسلام کی طرف انتساب کرنے والی جماعتوں کی تعداد ۷۳ فرقوں تک پہنچ چکی ہے جن کی مجموعی تعداد کروڑوں تک پہونچ جاتی ہے، لیکن وہ صحیح العقیدہ، سچا مسلمان جو کہ عقیدہ توحید کا علمبردار اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا صحیح پیروکار ہے وہ صرف ایک جماعت ہے، اسی کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یوں ارشاد فرمایا ہے.

" یہودی ۷۱ فرقوں میں اور عیسائی ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہوگئے اور عنقریب میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہوجائیگی، سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک جماعت کے صحابہ نے عرض کیا وہ کون سی جماعت ہوگی یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا میں اور میرے صحابہ آج جس چیز پر ہیں " بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے.

چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جس چیز پر ہیں وہ یہ ہے کہ کلمہ توحید کی شہادت اور اسکے تقاضوں پر عمل کرنے کے بعد صرف اللہ جل شانہ ہی سے دعا کرے، اسی کے لئے ذبح کرے، اسی کے لئے نذر پوری کرے، اسی سے

نماز وروزے کی پابندی کرتے ہوں اور حج بیت اللہ سے فارغ ہو چکے ہوں اور لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اپنی زبانوں سے بار بار دہراتے ہوں ، کیونکہ جو لاالہ الااللہ کے معنی نہیں سمجھتا اور اسکے تقاضوں پر عمل پیرا نہیں ہے اس وقت تک مومن حقیقی نہیں ہوسکتا جب تک اسکے مفہوم ومعانی کو نہیں سمجھے اور اسکے مطابق عمل صالح نہ کرے. اور غیر مسلم جب اس کلمہ توحید کا اقرار کرلیتا ہے تو وہ مسلمان ہوجاتا ہے تاآنکہ اس کے منافی کوئی چیز کا ارتکاب نہ کرلے جو اپنی سابقہ کفروشرک کی زندگی میں کیا کرتا تھا ، جس طرح یہ جاہل لوگ مسلمان ہوتے ہوئے کرتے ہیں .

انبیاء کرام اور اولیاء اللہ (١) ان حضرات سے اپنی براءت وبیزاری کا اظہار کریں گے جو ان سے دعائیں مانگتے ہیں اور فریاد رسی کرتے ہیں ، کیونکہ اللہ تعالے نے ان حضرات کو اس لئے مبعوث فرمایاہے تاکہ وہ توحید خالص اورصرف اللہ تعالے کی عبادت کی دعوت دیں اور غیر اللہ کی عبادت سے خواہ وہ نبی ہو یا ولی منع کریں .

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت یا اولیاء اللہ سے عقیدت کے معنی یہ نہیں کہ انکی عبادت کرنے لگے کیونکہ یہ تو ان سے عداوت ہے بلکہ ان سے صحیح

---

(١) اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالے کی توحید خالص اختیار کرتے ہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع اور اطاعت گذار ہیں ، ان میں سے بعض لوگوں کی معرفت ان کے علم وفضل اور جہاد وغیرہ سے ہوجاتی ہے اور کچھ لوگوں کی معرفت نہیں ہوپاتی ، اور جن لوگوں کی معرفت ہوجاتی ہے وہ یہ نہیں چاہتے کہ لوگ ان کی تعظیم وتکریم کریں اور اپنی ولایت کا دعوی بھی نہیں کرتے ، بلکہ وہ اپنے آپکو گنہگار سمجھتے ہیں انکا کوئی مخصوص لباس اور مخصوص ہیئت نہیں ہوتی ہے وہ تو پوری طرح سے متبع سنت ہوتے ہیں اور ہر وہ مسلمان جو موحد اور متبع سنت ہو تو وہ اپنی طاعت وعبادت کے بقدر درجہ ولایت کے متصف ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ مخصوص لباس وغیرہ لے کر منصب ولایت کے دعویدار ہوجاتے ہیں وہ حقیقت میں ولی نہیں بلکہ دھوکہ باز ہیں .

سے کرتا ہے، اور جب تحقیقی طور پر کسی کا نسب اہل بیت سے ثابت ہو جائے تو اس کے لئے ضروری ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کی توحید خالص میں پیروی کرے اور گناہوں سے پرہیز کرے اور اس کا ہرگز موقع نہ دے کہ لوگ اسکی قدم بوسی کریں عزت وعظمت میں مبالغہ آرائی کریں اور اپنے آپ کو لباس وپوشاک کی تراش وخراش میں نمایاں رکھے کیونکہ یہ سب چیزیں خلاف سنت ہیں، صحیح معنوں میں اللہ تعالے کے نزدیک معزز ومکرم وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو۔

حکمرانی اور قانون سازی صرف اللہ کا حق ہے :

کلمہ شہادت " لاالہ الااللہ " کے اقرار واعتراف کے بعد اسکا بھی ایمان ویقین رکھنا ضروری ہے کہ حکمرانی اور قانون سازی صرف اللہ تعالے کا حق ہے اور کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ ایسا قانون بنائے جو قانون الہی سے متصادم ہو، اسی طرح کسی مسلمان کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ اللہ تعالے کے فیصلوں کے خلاف فیصلہ کرے اور نہ خلاف شریعت فیصلوں کے سامنے سر تسلیم خم ہو، اور اسی طرح جن چیزوں کو اللہ تعالے نے حرام قرار دیا ہے اسے کوئی شخص حلال کردینے کا مجاز نہیں، یا جسے اللہ تعالے نے حلال کیا ہے اسے حرام قرار دے، جس شخص نے اس حلال وحرام کی ہوئی خداوندی فیصلوں کی خلاف ورزی یا اسے قابل قبول تصور کیا اور راضی رہا تو اس نے ایک طرح سے کفر کا ارتکاب کیا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالے ہے :

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿٤٤﴾ المائدة

اور جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ

فریاد طلب کرے اور اسی سے مدد طلب کرے اور اسی سے پناہ طلب کرے، اور یہ عقیدہ رکھے نفع ونقصان پہونچانے کی طاقت سوائے اللہ تعالے کے کسی کے اندر نہیں، اسی طرح اسلامی سارے فرائض وواجبات کو بحسن وخوبی انجام دے، اور اللہ تعالے کے فرشتوں، نازل کردہ آسمانی کتابوں، بھیجے ہوئے رسولوں، دوبارہ اٹھنے اور حساب وکتاب، جنت وجہنم، اور اچھی بری تقدیر پر ایمان ویقین رکھے، اور قرآن وسنت کی بالادستی قبول کرتے ہوئے اپنے سارے فیصلے اسی کی روشنی میں کرائے اور اس کے سامنے سر تسلیم ہوجائے، اور اللہ والوں سے محبت اور اس کے دشمنوں سے نفرت کرے، اللہ کے دین پھیلانے کی کوشش کرے، اور جہاد فی سبیل اللہ میں بھرپور حصہ لے، اور نیک مسلمان حکمرانوں کی جب وہ امر بالمعروف کریں تو اطاعت کرے، اور جہاں کہیں بھی ہو حق بات کہنے میں جھجک نہ محسوس کرے، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور اہل بیت سے محبت وعقیدت رکھے، اور صحابہ کرام سے محبت وعظمت کا اعتراف کرے، اوران کے حسب درجات ومراتب کو ملحوظ رکھتے ہوئے باہمی طور پر فوقیت اور فضیلت کا اعتراف کرے اور سبھی سے اپنی رضا اور عقیدت کا اظہار کرے، ان کے درمیان باہمی مشاجرات کو نظر انداز کرے، اور ان منافقین اور منحرفین کی باتوں کی طرف توجہ نہ دے جسے انھوں نے ان پاک نیت لوگوں کے خلاف کیچڑ اچھالنے مسلمانوں میں اختلاف کرنے کے لئے گھڑا ہے جو بعض تاریخی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔

اور جو لوگ اپنے آپ کو اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہوئے "سید" لکھتے ہیں انھیں اپنے شجر نسب پر اچھی طرح نظر ثانی بلکہ تحقیق کرلینی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالے ان لوگوں پر لعنت بھیجتا ہے جو اپنا انتساب اپنے اباء واجداد کے علاوہ کسی اور

اور اسلامی عقائد کو ان کے سامنے اچھی طرح بیان کرے تاکہ وہ اسے قبول کرلیں ، اور اگر وہ دین حق کے قبول کرنے سے انکار کریں اور اللہ تعالے کی حاکمیت کے سامنے سر تسلیم خم نہ ہوں تو ان سے اعلان جہاد کردیا جائے تاکہ کفر وشرک کے فتنوں کا قلع قمع ہوجائے اور دین اسلام کا بول بالا ہوجائے .

کلمہ توحید " لاالہ الااللہ " کے اس عظیم مفہوم اور مطلب کا ہر مسلمان کو جاننا اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنا ضروری ہے تاکہ حقیقی طور پر مسلمان ہوجائے .

شہادت " رسالت " کا معنی :

چنانچہ کلمہ توحید کے دوسرے جز کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں کہ معنی یہ ہیں ہم اسکا اعتقاد وعلم رکھیں کہ جناب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ساری انسانیت کی طرف رسول بناکر مبعوث کئے گئے ہیں ، وہ ایسے برگزیدہ بندے ہیں جنکی عبادت نہیں کی جاسکتی اور جلیل القدر رسول ہیں جن کی تکذیب نہیں کی جاسکتی، بلکہ آپکی اطاعت واتباع کرنا ضروری اور واجب ہے ، چنانچہ جس نے آپکی اطاعت واتباع کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے آپکی نافرمانی کی جہنم رسید ہوگا .

ہم سب کو اسکا بھی عقیدہ ویقین رکھنا چاہیئے کہ ہماری اسلامی شریعت خواہ ان عبادات کے قبیل سے ہو جس کا اللہ تعالے نے حکم دیا ہے یا مختلف شعبہ ہائے زندگی کے عدالتی اور قانونی نظام کا ہو ، یا حلال وحرام کا مسئلہ ہو ، یہ تمام کی تمام چیزیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطہ سے ہم تک پہونچی ہیں ، کیونکہ آپکی ذات ایسے رسول کی ہے جو اللہ تعالے کے احکام وشریعت کو انسان تک پہونچا دیا ہے ، لہذا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

کرے تو بھی لوگ تو کافر ہیں ۔

انبیاء کرام کے بعثت کے اغراض ومقاصد :

توحید کی دعوت : انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد اور انکی سب سے عظیم الشان ذمہ داری " کلمہ توحید لاالہ الااللہ " کی دعوت اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونا ہے اور وہ صرف خدائے واحد کی عبادت ہے اور سارے معبودان باطل کی عبادت اور انکے قوانین سے بیزاری کا اظہار کرنا ہے اور شریعت خداوندی کے سامنے سر تسلیم ہوجاتا ہے۔

جو شخص قرآن کریم کا مطالعہ غور وتدبر سے کرتا ہے اس کو بخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ جن باتوں کی طرف ہم نے وضاحت سے بیان کیا ہے وہی حق اور کتاب وسنت کے موافق ہیں اور مزید اس کو یہ بھی علم ہوجائے گا کہ اللہ تعالے نے انسان کے تعلقات خود انکی ذات پاک اور ساری دوسری مخلوقات سے ایک خاص قسم کے حدود وضوابط مقرر فرمائے ہیں تاکہ ان حدود سے وہ تجاوز نہ کرے ۔

چنانچہ اپنے تعلقات کو ایک مومن بندےؒ سے اس طرح استوار اور باقی رکھنے کا حکم دیا ہے کہ عبادت کی ساری قسمیں صرف اس ذات پاک کے لئے مخصوص کی جائیں اور کسی دوسرے مخلوق کے لئے کسی طرح کی کوئی ادنی سے ادنی عبادت نہ کی جائے، اسی طرح انبیاء کرام اور نیک وصالح بندوں سے محبت اور عقیدت اللہ تعالے کی محبت کے تابع سمجھی جائے اور انکی اقتدا اس کے بتائے ہوئے اصول اور طریقوں سے کی جائے ۔

اسی طرح کافروں اور مشرکوں سے بغض وعداوت اس وجہ سے رکھی جائے کہ اللہ تعالے ان سے ناراض ونفرت کرتا ہے اور ان کو دین اسلام کی طرف دعوت دے

دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالے خود اپنی ذات پاک کی قسم کھاکر یہ فرمارہے ہیں کسی شخص کا اس وقت تک اللہ اور رسول اللہ پر ایمان معتبر اور صحیح نہیں ہوسکتا جب تک باہمی اختلافات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ نہ کرائے اور پھر اس فیصلے کو تسلیم کرلے۔

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے " جو شخص ایسا عمل کرے جو ہمارے دین وشریعت کے مطابق نہیں وہ ناقابل قبول ہے " رواہ مسلم وغیرہ۔

خلاصہ کلام:

جب تم نے کلمہ توحید ورسالت کے معنی اچھی طرح جان لیا اور تم کو اس کا بھی اندازہ ہوگیا کہ یہ عظیم الشان کلمہ اسلام کی کنجی اور اسکی بنیاد ہے جس پر سارے اسلام کا دار ومدار ہے تو تم کو صدق دل سے اس کلمہ پر ایمان ویقین رکھنا چاہیئے اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل پیرا ہونا چاہیئے تاکہ سعادت دارین نصیب ہو، اور مرنے کے بعد عذاب الہی سے محفوظ رہ سکو، اور یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ کلمہ توحید ورسالت کے معنی سارے اسلامی فرائض اور واجبات پر عمل کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالے نے مسلمانوں کے لئے ان عبادات کو اس لئے فرض فرمایا ہے کہ وہ اخلاص اور صدق دل سے اس کو بجالائیں اور جس شخص نے ان پر عمل نہیں کیا اور بغیر شرعی عذر اسے چھوڑ دیا تو اس کا شہادت توحید ورسالت معتبر ومقبول نہیں ہے۔

اسلام کا دوسرا رکن "نماز" کا بیان:

اسلام کا دوسرا عظیم الشان رکن نماز ہے وہ دن ورات میں پانچ وقت کی نماز اللہ

لائے ہوئے دین وشریعت کے علاوہ کسی اور دین وشریعت کو قبول کرے۔

چنانچہ اللہ تعالے کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

الحشر: ۷۔

اور جو کچھ رسول تمھیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس سے وہ تمھیں روک دیں رک جایا کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ النساء

سو آپ کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جو ان میں آپس میں ہو، آپ کو حکم نہ بنالیں اور پھر جو فیصلہ آپ کردیں اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور اس کو پورا پورا تسلیم کرلیں۔

مذکورہ آیتوں کی تشریح:

اللہ تعالے پہلی آیت کریمہ میں مسلمانوں کو یہ حکم فرمارہے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ان تمام چیزوں میں اطاعت واتباع کریں جو وہ انھیں حکم دیں اور ان تمام چیزوں سے رک جائیں جن سے وہ منع کریں کیونکہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے حکم سے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

کہ دین کو اسی کے لئے خالص رکھیں یکسو ہوکر ، اور نماز کی پابندی رکھیں ، اور زکوٰۃ دیا کریں ، یہی طریقہ ہے (ان) درست دین کا ۔

مذکورہ آیتوں کی اجمالی تشریح :

پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نماز مسلمانوں پر ایک لازمی فریضہ ہے ، ان کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مقررہ اوقات میں ادائیگی کریں ۔

اور دوسری آیت میں اللہ تعالے یہ بیان فرمایا ہے کہ جس عظیم مقصد کے تحت انسان کو پیدا فرمایا اور ان پر اپنے احکام صادر فرمائے وہ یہ ہے کہ لوگ اسی کی تن تنہا عبادت کریں اور خالص عبادت اسی کا حق سمجھیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ محتاجوں میں تقسیم کریں ۔

نماز تمام مسلمانوں پر فرض ہے چاہے حالات کیسے ہوں ، چنانچہ خوف اور مرض کی حالت میں حسب استطاعت نماز ادا کرے اگر کھڑے ہوکر استطاعت رکھتا ہو تو کھڑے ہوکر پڑھے ورنہ بیٹھ کر اگر اسکی بھی قدرت نہ ہو تو لیٹ کر اور اسکی بھی طاقت نہ ہو تو اپنی آنکھ کے اشارے یا دل کی توجہ سے ادا کرے ۔

کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز چھوڑنے والے مردوں وعورتوں کو مسلمان نہیں قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے " ہمارے اور کافروں کے درمیان فرق نماز کا ہے جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا " (حدیث صحیح) ۔

وہ پانچ نمازیں جو فرض ہیں یہ ہیں فجر ، ظہر ، عصر ، مغرب ، عشاء ۔

نماز فجر : کا وقت طلوع صبح صادق سے شروع ہوکر طلوع شمس تک رہتا ہے اور بالکل آخری وقت میں پڑھنا مکروہ ہے ۔

تعالے نے اس امت پر فرض فرمایا ہے تاکہ ایک مسلمان بندے اور اس کے خالق ومالک پروردگار کے مابین ایک تعلق قائم رہے، اس کے حضور میں مناجات کرے اور اس کے جناب میں خوف وخشیت سے دعائیں کریں اور اس کو بے حیائی اور برائیوں سے باز رکھے جس کے بدولت اسے ایسی قلبی اطمینان وسکون اور جسمانی آرام وراحت نصیب ہو کہ اس کی دنیوی واخروی سعادت میسر ہوجائے.

چنانچہ اللہ تعالے نماز کی ادائیگی سے قبل جسمانی اور کپڑوں وجائے نماز کی طہارت لازمی قرار دی ہے، لہذا ایک مسلمان نماز پڑھنے سے پہلے پاک وصاف پانی سے اپنے بدن کو ظاہری نجاستوں سے پاک وصاف کرتا ہے دوسری طرف اپنے دل ودماغ کو باطنی بیماریوں سے صاف وشفاف کرتا ہے.

نماز دین اسلام کا ایک عظیم ستون ہے اور شہادت توحید ورسالت کے بعد سب سے زیادہ اہمیت کا حاصل ہے ایک مسلمان کے لئے بالغ ہونیکے بعد مرتے دم تک اسکی پابندی سے ادائیگی ضروری ہے، اسی طرح اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہوجائیں اسکی تعلیم وتربیت دینا ضروری ہے تاکہ اسکی عادت پڑجائے.

چنانچہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے:

إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَـٰبًا مَّوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾ النساء

بیشک نماز تو ایمان والوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے.

دوسری جگہ مزید ارشاد ہے:

وَمَا أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلْقَيِّمَةِ ﴿٥﴾ البینہ:

حالانکہ انھیں یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی ہی عبادت اس طرح کریں

سے وضو کرے ، اور وضو کی نیت زبان سے نہ کرے اس لئے کہ نیت دل کا فعل ہے اور اللہ تعالےٰ اسے جانتا ہے اور خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے زبان سے نیت نہیں ادا فرمائی ہے .

وضو کا طریقہ :

دونوں ہاتھ دھوئے پھر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور اسے صاف کرے پھر پورے چہرے کو دھوئے اسکے بعد کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو دھوئے جسے داہنے طرف سے شروع کرے پھر پورے سر کا مسح کرے ، پھر کانوں کا بھی مسح کرے ، پھر آخیر میں ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھوئے جسے داہنے طرف سے شروع کرے .

جب کوئی شخص طہارت کے بعد بیہوش ہوجائے ، یا پیشاب وپاخانہ اور ہوا کا اخراج ہوجائے یا نیند سے سوجائے تو اسے نماز پڑھنے کے لئے دوبارہ طہارت حاصل کرنا ضروری ہے .

اسی طرح اگر کسی مرد یا عورت کو سونے یا جاگنے میں شہوت سے منی نکل آئے تو پوری طرح غسل کرنا چاہیئے ، اور عورت جب حیض ونفاس کے ایام سے فارغ ہو تو اس پر بھی غسل کرنا واجب ہے کیونکہ حیض ونفاس کی حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور طہارت حاصل ہونے تک اس پر نماز فرض نہیں ہوتی ، چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اس کو رخصت دیتے ہوئے اسکی قضاء بھی ضروری قرار نہیں دی ہے ، اسکے علاوہ دوسرے اعذار کے وقت اگر نماز وقت پر ادا نہیں کی تو اسکی قضاء کرنا واجب ہے .

تیمم کا طریقہ :

جب وضو یا غسل کے لئے پانی نہ ملے ، یا پانی کے استعمال سے بیمار ہوجانے یا

نماز ظہر : کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک کسی چیز کا سایہ ایک مثل ہوجائے.

نماز عصر : کا وقت ، وقت ظہر کے اختتام سے غروب آفتاب تک رہتا ہے آخری وقت میں پڑھنا مکروہ ہے ، اس وقت پڑھنا مسنون جب سورج خوب روشن ہو.

نماز مغرب : غروب آفتاب سے غروب شفق ابیض تک رہتا ہے اس کو بھی آخری وقت میں پڑھنا مناسب نہیں ہے.

نماز عشاء : کا وقت مغرب کے اختتام سے شروع ہوتا ہے اور آدھی رات تک رہتا ہے اسکے بعد تاخیر نہیں کی جاسکتی.

اگر کسی شخص نے ایک وقت کی نماز کو بھی بغیر کسی شرعی عذر کے تاخیر سے ادا کیا تو اس نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور اسے توبہ واستغفار کرنا چاہیئے.

اللہ تعالے کا ارشاد ہے :

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝
الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ الماعون : ۴ - ۶ .

سو بڑی خرابی ہے ایسے نمازیوں کے لئے ، جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھے ہیں (اور) جو ایسے ہیں کہ ریا کاری کرتے ہیں.

نماز کے احکام ومسائل :

نماز کی ادائیگی کے لئے سب سے پہلی شرط طہارت ہے.

طہارت : جب کوئی مسلمان نماز پڑھنا چاہتا ہو تو اسے سب سے پہلے اپنے جسم کو پیشاب اور دوسری نجاستوں سے خوب اچھی طرح پاک وصاف کرے پھر مسنون طریقے

اس کے بعد سورہ فاتحہ یوں پڑھے .

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۞

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۞ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۞

(ساری) تعریف اللہ کے لئے ہے وہ سارے جہاں کا پروردگار اور رحمن اور رحیم ہے ، (وہ) مالک روز جزا ہے ، ہم بس تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہمیں سیدھا راستے کی ہدایت عطا فرما ، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے ، نہ ان لوگوں کا (راستہ) جو زیر غضب آچکے ہیں اور نہ بھٹکے ہوں .

اس پوری سورت کو عربی الفاظ میں تلاوت کرنا ضروری ہے کیونکہ قرآن عربی الفاظ کو کہتے ہیں اور ترجمہ اسکے مفہوم و معنی کا ہوتا ہے پھر " الله اكبر " کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں نمازی اپنے سر اور پیٹھ کو جھکائے اور اپنے دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنے پر رکھ لے اور " سبحان ربي العظيم " کہے ، پھر " سمع الله لمن حمده " کہتے ہوئے کھڑا ہوجائے اور " ربنا ولك الحمد " کہے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے اس طرح سجدہ کرے کہ اسکے دونوں پیر کی انگلیاں اور گھٹنے اور دونوں ہاتھ اور چہرہ وناک زمین پر ہوں اور سجدے میں " سبحان ربي الاعلى "

"تیمم کی نیت کرکے دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر انھیں جھاڑ دے اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے" پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مٹی پر مار کر بائیں ہاتھ کی چاروں انگلیاں دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے سروں کے نیچے رکھ کر کھینچتا ہوا کہنی تک لے جائے پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی دائیں ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے کھینچتا ہوا لائے، اوربائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندر کی جانب کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے، پھر اسی طرح دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے، پھر انگلیوں کا خلال کرے، اس طرح وہ طہارت حاصل کرسکتا ہے.

یہ تیمم حیض ونفاس سے طہارت حاصل کرنے نیز وضو اور غسل کے وجوب کے بعد پانی نہ ہونے اور خوف یا مرض کی حالت میں کیا جاسکتا ہے.

نماز پڑھنے کا طریقہ:

نماز فجر دو رکعت اس طرح پڑھے کہ نمازی عورت ومرد جہاں کہیں بھی ہو، اپنے تمام اعضاء سمیت دل سے نماز فجر کا ارادہ کرتے ہوئے قبلہ کی طرف متوجہ ہو، زبان سے کسی قسم کی نیت نہ کرے اور سجدے کی جگہ پر نظریں جما کر "الله اکبر" کے الفاظ سے تکبیر تحریمہ کہے اور پھر یہ دعا پڑھے.

" سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى
جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم "

اے خدا، تو پاک ہے، تعریف تیرے لئے ہے اور تیرا نام بابرکت ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، شیطان رجیم سے الله کی پناہ چاہتا ہوں.

پھر ان چار چیزوں سے پناہ مانگے .

" اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ جَهَنَّمِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ "

اے اللہ میں عذاب قبر اور عذاب دوزخ اور موت وحیات اور مسیح دجال کے فتنوں سے پناہ چاہتا ہوں .

پھر جو دعائے مسنون اچھی لگے اسے پڑھنے کا اختیار ہے پھر دائیں ، بائیں السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہکر سلام پھیرے ، اس طرح فجر کی نماز ادا ہوجائے گی .

اگر چار رکعت والی ظہر ، عصر ، عشاء کی نماز ہو تو دو رکعتیں بعینہ اسی طرح پڑھی جائیں گی جس طرح فجر کی دو رکعت پڑھی گئی ہیں ہاں تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے " اللہ اکبر " کہکر کھڑا ہوجائے اور پہلی دو رکعتوں جیسی دو رکعتیں مزید پڑھے اور اسکے بعد یعنی چوتھی رکعت میں تشہد اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور دعا کرکے دونوں طرف سلام پھیرے .

اگر تین رکعت والی مغرب کی نماز ہو تو پہلی دو رکعتیں بالکل ویسے ہی پڑھے جس طرح فجر کی ادا کی گئی ہے ہاں دوسری رکعت میں تشہد کے بعد اللہ اکبر کہکر کھڑا ہوجائے اور تیسری رکعت پہلی دو رکعتوں جیسی ادا کرے پھر رکوع وسجدہ کرکے دوسرے قعدہ کے لئے بیٹھ جائے اور تشہد اور درود وسلام ودعا پڑھکر دائیں وبائیں سلام پھیرے .

اور اس طرح مغرب کی نماز ادا ہوجائے گی ، نمازی کے لئے یہ افضل ہے کہ

کہے ، پھر " الله اکبر " کہکر بیٹھ جائے اور " ربي اغفر لي " کہے ، پھر " الله اکبر " کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرے اور " سبحان ربي الاعلى " کہے ، اور پھر " الله اکبر " کہتے ہوئے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوجائے اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کرے جس طرح پہلی رکعت میں کی تھی ، پھر " الله اکبر " کہکر رکوع کرے اور پھر اٹھکر سجدہ کرے اور سجدہ سے اٹھکر دوبارہ سجدہ کرکے بیٹھ جائے اور وہی تسبیحات سجدہ میں کہے جو پہلی رکعت میں کہی تھی پھر یہ پڑھے .

" التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ "

تمام قولی بدنی اور مالی عبادتیں الله ہی کے لئے ہیں (یاتمام ادب وتعظیم کے کلمات ہماری نمازیں اورتمام صدقات) سلام آپ پر اے نبی اور الله کی رحمت اور برکتیں سلامتی ہو ہم پر اور الله کے سب نیک بندوں پر ، میں گواہی دیتا ہوں کہ الله کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، اور گواہی دیتاہوں کہ محمد صلے الله علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں ، اے الله : تم محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تونے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمت فرمائی تو حمد وستائش کے لائق ہے اور بزرگی والا ہے .

اور مسنون دعاؤں وذکر اذکار کو بحسن وخوبی نماز کے دوران اپنے مواقع پر کرتا رہے ، کیونکہ اللہ تعالے نماز کو اپنی یاد کے لئے فرض فرمایا ہے .

نماز جمعہ کا طریقہ :

جمعہ کے دن سارے مسلمان دوگانہ جمعہ کی نماز ادا کریں جس میں امام دونوں رکعتوں میں قراءت باآواز بلند کرے جس طرح فجر کی نماز ادا کی جاتی ہے ، اور نماز سے پہلے دو خطبہ دے جس میں مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرے اور دینی مسائل کی وضاحت کرے ، اور سارے مسلمانوں کو نماز جمعہ میں حاضری واجب ہے کیونکہ یہ نماز ظہر کے قائم مقام ہوجاتی ہے .

زکوۃ کا بیان :

اسلام کا تیسرا رکن زکوۃ ہے ، اللہ تعالے نے ہر صاحب نصاب مسلمان کو زکوۃ کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے جو سال میں ایک دفعہ ایسے غریبوں اور مسکینوں کو دی جائے جو بذات خود صاحب نصاب نہ ہوں اور جس کے مصارف کا خود قرآن نے وضاحت سے تذکرہ کیا ہے .

سونا ، چاندی ، ومال تجارت کا نصاب :

جب کسی شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ، یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکے مساوی کسی طرح کی کرنسی ، یاسامان تجارت یا گودام میں رکھے ہوئے مختلف قسم کے مال ہوں اور اس پر پورے ایک سال گذر جائیں تو وہ صاحب نصاب ہوجائے گا

رکوع اور سجدے کی تسبیحات کو متعدد بار پڑھے ۔

نماز باجماعت کی اہمیت :

مردوں کو ان پانچوں وقت کی نمازوں کو مسجد میں باجماعت ادا کرنا واجب ہے انکی امامت ایسا شخص کرے جو قرآن کریم کی قراءت قواعد تجوید کے مطابق کرنا جانتا ہو اور نماز کے مسائل کا علم اور بذات خود نیک ودین دار ہو ۔

امام فجر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کی دو رکعتوں میں رکوع سے پہلے باآواز بلند قراءت قرآن کرے ، اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے لوگ اسکی قراءت سنیں ۔

عورتیں اپنے اپنے گھروں میں پردہ نشیں ہوکر نماز ادا کریں اور سوائے چہرہ کے سارے جسم کو ڈھاکے رکھیں کیونکہ اسکے سارے جسم میں پردہ ہے اور مردوں سے علیحدہ ہوکر نماز ادا کرے کیونکہ اس سے فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے ۔

جب کوئی عورت مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا چاہتی ہے تو اس کو اس شرط پر اجازت دی جائے گی کہ پردہ میں اور بغیر خوشبو وغیرہ استعمال کئے مسجد جائے اور اسکی صف مردوں سے پیچھے حجاب کے ساتھ ہو تاکہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں نمازی کے لئے ضروری ہے کہ اپنی نمازوں کو انتہائی خشوع اور خضوع اور دل جمعی سے ادا کریں اور سارے ارکان ، رکوع ، سجدے ، قیام وقعود کو اطمینان وسکون سے ادا کرے ، اور ادھر ادھر نظروں کو نہ گھمائے اور کسی طرح کی کوئی گفتگو حالت نماز میں نہ کرے (۱)

---

(۱) جب کوئی شخص کسی اہم چیز کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہے تو "سبحان اللہ" کہے اسی طرح مقتدی امام کو اسی کلمہ سے متنبہ کرسکتا ہے اور عورت تالی بجا کر کسی اہم جانب متنبہ کرسکتی ہے کیونکہ آواز نکالنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے ۔

پوری ہوتی ہیں ، جس سے باہمی طور پر محبت اور تعلق میں اضافہ ہوتا ہے اور اسلامی اخوت استوار ہوتی ہے ۔

اسلام نے اجتماعی تعاون اور مسلمانوں کے مابین مالی امداد اور فقراء ومساکین کی کفالت کو صرف زکوٰۃ کے اندر ہی محدود ومحصور نہیں کردیا ، بلکہ دیگر بہت سے مواقع پر مال داروں کو فقراء ومساکین کی امداد اور انکی ضروریات کو پوری کرنے کی ترغیب دلاتی ہے اور انکو مختلف انداز سے ابھارا ہے کہ وہ فقراء ومساکین کا دل کھول کر تعاون کریں اور ان کا حق اپنے اموال میں یقینی تصور کریں ، چنانچہ قحط سالی ، قدرتی حادثات ، دوسری پریشانیوں کے وقت مدد کرنے کی بڑی فضیلت بیان کی ہے ، اسی طرح صدقہ فطر ، قسم کا کفارہ (۱) نذر پوری کرنا ، صدقہ جاریہ ، نفلی صدقات ، اسی طرح کے مختلف انداز وطریقوں سے فقراء ومساکین پر خرچ کرنے اور ان کے تعاون کے طرف توجہ دلائی ہے ۔

روزہ کا بیان :

اسلام کا چوتھا رکن ماہ رمضان کے روزے ہیں وہ ماہ ہجری کا نواں مہینہ ہے ، روزہ رکھنے کا طریقہ یہ ہے ۔

مسلمان صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے کچھ سحری کھاکر روزہ رکھنے کی نیت کرلے اور پھر سورج غروب ہونے تک کھانے پینے اور جماع سے رکا رہے اور پھر غروب شمس کے بعد افطاری کرے اور اسی طرح پورے ماہ رمضان کے روزے رکھتا رہے ۔

---

(۱) قسم کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑا عطا کرے اگر نہ میسر ہو تو تین دن روزہ رکھ لے ۔

اوراس پر زکوٰۃ واجب ہے یعنی اس پوری مالیت کا چالیسواں حصہ (ڈھائی فیصد) نکالنا ضروری ہوگا ۔

پھل واناج کا نصاب :

جب مختلف قسموں کے پھل اور غلے تین سو صاع کی تک پہونچ جائیں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے جب یہ فصلیں بغیر محنت ومشقت پیدا ہوں تو اس پر دس فیصد زکوٰۃ نکالنا واجب ہے اور اگر محنت ومشقت سے اسکی کاشتکاری اور سینچائی کی جائے تو اس پر پانچ فیصد نکالنا واجب ہے اور پھلوں اور غلوں پر زکوٰۃ کی ادائیگی ہر فصل پر ہے ، اگر سال میں دو یا تین بار فصلیں آتی ہیں تو ہر دفعہ زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے ۔

جانوروں کا نصاب :

اونٹ ، گائے ، بکری وغیرہ کے نصاب کا تذکرہ اور اسکی تفصیلات فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں وہاں اسے بوقت ضرورت مطالعہ کرلینا چاہیئے ۔

اللہ تعالے کا ارشاد گرامی ہے :

وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلْقَيِّمَةِ ۝ البینۃ

حالانکہ انھیں یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ دین کو اسی کے لئے خالص رکھیں یکسو ہوکر اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں ، یہی طریقہ ہے (ان) درست مضامین کا ۔

زکوٰۃ کے فوائد :

مال زکوٰۃ کی ادائیگی سے فقیروں اور مسکینوں کی دلداری ہوتی ہے اور انکی ضروریات

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا وہ لوگوں کے لئے
ہدایت ہے اور (اس میں) کھلے ہوئے (دلائل ہیں) ہدایت اور
(حق وباطل) امتیاز کے ، سو تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پائے
، لازم ہے کہ وہ (مہینہ) روزہ رکھے ، اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں
ہو تو (اس پر) دوسرے دنوں کا شمار رکھنا (لازم ہے) ، اللہ
تمہارے حق میں سہولت چاہتا ہے اور تمہارے حق میں دشواری
نہیں اور یہ (چاہتا ہے) کہ تم شمار کی تکمیل کرلیا کرو اور یہ کہ اللہ
کی بڑائی کیا کرو اس پر کہ تمہیں راہ بتادی ، عجب نہیں کہ تم شکر
گزار بن جاؤ .

روزے کے مسائل :

ماہ رمضان کے روزے کے وہ مسائل جسے اللہ تعالے نے قرآن کریم میں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث شریفہ میں بیان فرمائی ہیں ان میں سے چند درج ذیل کی جاتی ہیں .

جو شخص مریض یا مسافر ہو اس کو ماہ رمضان میں روزے نہ رکھنے کی اجازت ہے لیکن رمضان کے بعد دوسرے ایام میں اس کی قضاء کرنا واجب ہے .

اسی طرح حیض ونفاس والی عورت کا روزہ رکھنا صحیح نہیں بلکہ اس سے فراغت کے بعد ان ایام کی قضاء کرنا واجب ہے ، اسی طرح حاملہ یا دودھ پلانی والی عورت جب اپنے لئے یا بچہ کے کسی نقصان کا خطرہ محسوس کرے تو ان کو بھی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے دوسرے ایام میں اس کی قضاء کرنا واجب ہے .

اگر کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اس کا روزہ صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالے

روزے کے مقاصد اور فوائد :

ماہ رمضان کے روزے کا مقصد اللہ تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی ہوتی ہے کہ مسلمان محض اسکی فرمانبرداری اور اطاعت کے جذبہ سے سرشار ہوکر کھانا ، پینا اور ساری خواہشات نفسانیہ کو چھوڑ دیتا ہے ، تاکہ اسکے اندر تقوی کی صفت پیدا ہو۔

اسی طرح روزہ رکھنے میں بے شمار طبی معاشی ، اجتماعی فوائد مضمر ہیں جس کا اندازہ صرف روزہ دار ہی کرسکتے ہیں ، اور اسکی حلاوت مومن ہی محسوس کرسکتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے :

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾ البقرہ

اے ایمان والو ، تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے قبل ہوئے ہیں ، عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔

مزید آگے ارشاد ہے :

شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا۟ ٱلْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا۟ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۸۵﴾ البقرۃ

صرف اللہ تعالے کی بعینہ اسی طرح عبادت ہے جیسا کہ اس نے ہمیں حکم فرمایا ہے اس سے خانہ کعبہ یا مقامات مقدسہ کی بذات خود عبادت مقصود نہیں ہے کیونکہ نہ تو ان کی عبادت کی جاتی ہے اور نہ ان کے اندر نفع ونقصان پہونچانے کی صلاحیت وطاقت ہے ہم تو اس خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں جو نفع ونقصان پہنچانے کی تنہا طاقت رکھتا ہے، اگر اللہ تعالے نے حج بیت اللہ اور طواف خانہ کعبہ کا حکم نہ دیا ہوتا تو کسی مسلمان کے لئے انکا طواف اور وہاں کا سفر جائز نہ ہوتا، کیونکہ عبادت اپنی رائے ومرضی سے نہیں کی جاتی بلکہ محض اللہ تعالے کے حکم کے مطابق جو اس کے قرآن کریم میں ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وسنتوں سے ثابت ہے.

اللہ تعالے کا ارشاد ہے:

وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِىٌّ عَنِ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٩٧﴾ آل عمران

اور لوگوں کے ذمہ ہے حج کرنا اللہ کے لئے اس مکان کا (یعنی) اس شخص کے ذمہ جو وہاں تک پہونچنے کی طاقت رکھتا ہو، اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ سارے جہاں سے بے نیاز ہے. (۱)

اسی طرح عمرہ ہر مستطیع مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ واجب ہے چاہے وہ حج کے دوران کرے، یا مستقل سفر کرکے کسی وقت چلا جائے.

---

(۱) اور جو بعض جاہل لوگ درگاہوں کی زیارت حج کی نیت سے کرتے ہیں وہ سراسر گمراہی اور اللہ اور رسول کے فرمانوں کی مخالفت کرتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "باقاعدہ سفر کرکے ان تین مسجدوں کے علاوہ کہیں اور نہ جایا کرو، مسجد حرام، میری مسجد، اور مسجد اقصی".

نے اس امت کی طرف سے بھول چوک ، زبردستی کئی چیزوں کو معاف فرمادیا ہے۔
البتہ اگر کھانے کے دوران یاد آجائے تو منہ میں جو چیز ہو باہر نکال دے۔

حج کا بیان :

اسلام کا پانچواں رکن حج ہے یہ فریضہ زندگی میں ایک مرتبہ فرض ، اسکے علاوہ جتنی بار مزید کرے تو اس کی طرف سے نفل اور باعث اجر وثواب ہوگا۔

حج کے فوائد :

اول : یہ کہ اللہ تعالے کی روحانی اور جسمانی ومالی عبادت ہے۔

دوم : سارے عالم کی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہے جو ایک جگہ اور ایک جیسے لباس وپوشاک میں اور خدائے واحد کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں جہاں امیر غریب ، شاہ وگدا ، کالے وگورے کے فرق کو ختم کر کے بھائی بھائی جیسے ہوکر رہتے ہیں ، اور سبھی اللہ تعالے کی بندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

سوم : مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مسلمانوں میں تعارف اور ملاقات ہوتی ہے ایک دوسرے کے مسائل سے آگاہ ہوتے ہیں پھرباہمی طور پر تعاون ومدد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

چہارم : اس عظیم الشان اجتماع سے میدان حشر کی یاد تازہ ہوتی ہے جہاں سارے لوگ ایک ہی جگہ حساب وکتاب کے لئے جمع ہوں گے ، جس سے ان کے اللہ تعالے کی اطاعت اور یوم آخرت کے لئے اعمال صالحہ کا جذبہ وداعیہ پیدا ہوتا ہے۔

خانہ کعبہ جو کہ مسلمانوں کا قبلہ ہے جس کی طرف پنجوقتہ نمازوں میں مسلمان رخ کرکے نماز پڑھتے ہیں ، اور وقوف عرفات ، دمزدلفہ اور منی کے قیام سے ہمارا مقصد

تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں آپ کو شریک کر رہے ہیں ، اور شرکیہ اعمال کا ارتکاب کر رہے ہیں ، حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے بری الذمہ ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس طرح کے اعمال سے چاہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا کسی اور کے ساتھ کیا جائے اجتناب کرنا چاہیئے۔

سنت وشریعت کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جنت البقیع اور دوسرے شہداء اسلام کی قبروں کی زیارت کرے ، وہاں پہونچکر سلام کرے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرے اور خود بھی عبرت حاصل کرے اور واپس آجائے۔

حج کرنے کا طریقہ :

وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جسے سفر حج کی سعادت نصیب ہو اور اس سے بھی بڑا خوش نصیب وہ حاجی ہے جو اس سفر کو نیکی وتقوی کے ساتھ وسنت وشریعت کے مطابق گذار کر حج کی تمام برکتیں حاصل کرے ، اس لئے ہر حاجی کا فرض ہے کہ سفر حج کے دوران مندرجہ ذیل باتوں کا خاص اہتمام وخیال رکھے۔

اول : مال حلال وطیب کا انتظام اور مال حرام سے اجتناب ، کیونکہ حرام مال سے حج مسترد کردیا جاتا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس گوشت وپوست کو جہنم کا ایدھن بتایا ہے جو مال حرام سے نشو ونما پایا ہو۔

دوم : ایسے رفقاء حج کا انتخاب کیا جائے جو صحیح العقیدہ اور حج کے فضائل ومسائل سے واقف ، اور مخلص ، ہمدرد اور دین دار ہوں تاکہ ان کی رفاقت سے پورا سفر خوش گوار گذرے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی زیارت حج کے دوران اور یا اس کے بعد واجب اور ضروری نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک مسلمان کے لئے مستحب اور باعث اجر وثواب ہے، (۱) اور عدم زیارت پر کسی قسم کا کوئی گناہ اور مواخذہ نہیں ہے اور جہاں تک ان مروجہ ومشہور حدیثوں کا تعلق ہے جس میں یہ ہے۔

" مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي " جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ ظلم وستم کیا۔ تو یہ غیر صحیح اور موضوع حدیث ہے (۱) جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب ہے۔

البتہ اس سفر کی اجازت ہے جو مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے کیا جائے اور جب کوئی مسجد نبوی پہونچ جائے اور تحیۃ المسجد پڑھ کر فارغ ہوجائے تو اس کے لئے مشروع ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قبر کے پاس حاضر ہوکر اس طرح صلاۃ وسلام پڑھے " السلام علیک یا رسول اللہ " اس وقت پورے ادب واحترام کا پاس ولحاظ رکھے، آواز پست اور نگاہ نیچی رکھے " ، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال اور نہ کوئی فریاد کرے بلکہ صلاۃ وسلام پڑھکر وہاں سے ہٹ جائے ، اسی طرح آپ نے اپنی امت کو تعلیم دی تھی اور صحابہ کرام نے عمل کرکے دکھایا۔

جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قبر کے پاس بڑی خشوع وخضوع سے اپنی حاجتوں کو پوری کرنے کی درخواست کرتے ہیں جس طرح نماز میں کھڑے ہوں

---

(۱) اسی قبیل سے یہ حدیث ہے " میری جاہ کے وسیلہ سے دعا کرو کیونکہ میری جاہ اللہ کے یہاں قابل منزلت ہے۔ دوسری جگہ ہے " جس کو کسی پتھر سے بھی حسن ظن ہوجائے تو وہ بھی نفع بخش ہوگا " تو اس طرح کی ساری احادیث موضوع اور صحت سے عاری ہیں اور حدیث کی معتبر کتابوں میں موجود نہیں ہے بلکہ علماء سوء کی گمراہ کن کتابوں میں پائی جاتی ہیں جو شرک وبدعت کی مروج ہیں۔

چہارم : ارکان حج میں سے پہلا رکن احرام ہے ، احرام ہی سے حج وعمرہ کی ابتدا ہوتی ہے اس لئے احرام باندھنے سے پہلے غسل کرلینا مستحب ہے اور احرام کے کپڑوں میں پہننے سے پہلے خوشبو لگا لیا جائے اور پھر میقات پہونچکر احرام کے کپڑے زیب تن کرے ، اور ہوائی جہاز سے سفر کرنے والا شخص گھر ہی سے کپڑے پہنے اور میقات پہونچکر تلبیہ کہکر حج یا عمرہ کی نیت کرے .

مرد کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ صاف ستھرے کپڑوں میں احرام باندھے جو سلے ہوئے نہ ہوں اور مرد کے اعضائے جسمانی کے مطابق اور مناسب ومشابہ کاٹے وسلے گئے نہ ہوں اور اپنے سر کو نہ ڈھانکے بلکہ اس کو کھلا رکھے .

عورتیں حالت احرام میں کسی قسم کے کپڑے پہن سکتی ہیں ان کے کسی مخصوص قسم کے کپڑے ضروری نہیں ہیں ہاں شرط یہ ہے کہ اس کا لباس کشادہ اور ساتر ہو اور بے پردگی اور اظہار زینت والا نہ ہو ، اور اس کے لئے احرام کے وقت دونوں ہاتھوں میں دستانے پہنا ، یا نقاب کے ذریعہ اپنے چہرے کو چھپانا ممنوع ہے ، البتہ اگر غیر محرم سامنے آجائے تو چہرہ پر کوئی کپڑا لٹکالینا یا کسی اور چیز سے منہ چھپانا منع نہیں ہے ، جیسا ازواج مطہرات جب ان کے سامنے سے قافلے گذرتے تھے تو سروں سے اپنی چادریں چہرے پر لٹکا لیتیں تھیں .

پنجم : حج کی قسمیں :

حج تمتع :

احرام کی چادروں کو پہن لینے کے بعد حج اور عمرہ یا ان میں سے جس کا ارادہ ہے دل میں اس کی نیت کرے ، عمرہ کی نیت ہو تو یہ کہنا چاہیئے " لبیک عمرۃ " یا اللہ میں عمرہ کے لئے حاضر ہوں اور اگر حج تمتع کی نیت ہو تو بعد میں حج کی نیت

سوم : جب حاجی میقات پر پہنچ جائے تو وہاں سے احرام باندھے ، اگر جہاز میں ہو تو میقات آنے سے قبل ہی احرام باندھ لے اور میقات سے ہرگز تجاوز نہ کرے .

میقات کا بیان :

مکہ مکرمہ کے باہر سے آنے والے تمام حجاج کے لئے مندرجہ ذیل میقاتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہیں .

۱ - ذوالحلیفہ : یہ مدینہ سے یا اس راستے سے تمام آنے والے حجاج کی میقات ہے ، اسے ابیار علی بھی کہتے ہیں .

۲ - جحفہ : یہ شام ومصر اور مغرب اور اس طرف سے آنے والے تمام حجاج کرام کی میقات ہے یہ رابغ شہر سے قریب ہے .

۳ - قرن المنازل : یہ مکہ سے مشرق جانب ایک پہاڑی ہے جو عرفات سے نظر آتی ہے ، یہ اہل نجد اور طائف اور اس راستے سے آنے والے تمام حجاج کی میقات ہے یہ "سیل اور وادی محرم" کے نام سے مشہور ہے .

۴ - ذات عرق : یہ مکہ سے شمال مشرق میں ۹۴ کیلو میٹر دوری پر واقع ہے ، یہ اہل عراق یا اس راستے سے آنے والے تمام حجاج کی میقات ہے .

۵ - یلملم : یہ اہل یمن وجنوب کی طرف سے آنے والے حجاج کی میقات ہے .

جو لوگ حج یا عمرہ کی نیت سے آتے ہوئے ان میقاتوں سے گذریں ، چاہے یہ حاجی حضرات میقات کے باہر دور یا قریب کے ہوں یا دنیا کے کسی بھی خطہ سے آرہے ہوں انھیں بہرحال یہاں سے احرام باندھ کر ہی جانا چاہیئے .

جو لوگ حدود میقات کے اندر رہنے والے ہیں وہ حج کا احرام اپنے گھر ہی سے باندھ کر آئیں ، گھر سے میقات جاکر احرام باندھنے کی ضرورت نہیں .

۴ - ناخن تراشنا ۔
۵ - خوشبو لگانا اور اسے کسی طرح استعمال کرنا۔
۶ - خشکی کے جانور کا شکار کرنا اور اس کی نشاندہی کرنا بھی ۔
۷ - قمیص یا کوئی دوسرا سلا ہوا کپڑا پورے جسم یا جزء جسم کے لئے استعمال کرنا۔
۸ - عورت کو چہرے وہاتھوں پر نقاب یا کپڑا ڈالنا۔
۹ - مرد جوتے پہنے اور اگر وہ نہ ملے تو موزے استعمال کرے ۔

ہفتم : طواف وسعی کا طریقہ :

جب حاجی خانہ کعبہ پہنچے تو اس کا سات مرتبہ طواف قدوم کرے ، ابتدا حجر اسود کے پاس سے تکبیر کے ذریعہ کرے اور ختم بھی وہیں کرے ، طواف کے درمیان ذکر الٰہی اور مختلف قسم کی دعاؤں میں مشغول رہے ، ہاں حجر اسود اور رکن یمانی کے مابین " ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار " پڑھنا سنت ہے ۔

اس کے بعد اگر ممکن ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے ورنہ مسجد میں کسی دوسری جگہ دو رکعت نماز پڑھے ۔

پھر اس کے بعد صفا پہاڑی کی طرف حاجی جائے ، اس پر چڑھکر قبلہ کی طرف رخ کرے ، اور اللہ کی حمد وثنا بیان کرے ، اور دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار اللہ اکبر کہے اور دعا کرے ، اور وہاں سے مروہ کی طرف جائے وہاں ویسے ہی کرے جو صفا پر کیا تھا اس طرح سات مرتبہ سعی کرے ، صفا سے مروہ تک ایک شوط ہوا ، پھر اس کے بعد اپنے سر کے بال کٹوائے اور عورت انگلی کے ایک پور کے بقدر اپنے بال کٹوائے ، اور اس عمل کے بعد عمرہ پورا ہوگیا اور احرام کی وجہ سے جو چیزیں حرام

سے اسی سال آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے یا اس سے قریب سے حج کا احرام باندھے اور حج کے تمام ارکان ادا کرکے حج پورا کرے، اس پر قربانی واجب ہے۔ اور یہ حج، حج تمتع ہے جو سب سے افضل ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اس کے کرنے کا حکم فرمایا تھا اور جس نے ایسا کرنے میں قدرے تردد کیا تو آپ اس سے ناراض ہوئے تھے۔

حج قران: یہ ہے کہ حج وعمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا جائے اور احرام کے وقت "لبیک حجۃ وعمرۃ" پکارا جائے اور عمرہ کے بعد احرام نہ کھولا جائے جب تک کہ دسویں کو قربانی اور طواف زیارت سے فارغ نہ ہو لیا جائے، حجۃ الوداع میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قارن تھے کیونکہ آپ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے۔

حج افراد: یہ ہے کہ صرف حج کی نیت سے احرام باندھا جائے اور جملہ مناسک حج ادا کرکے قربانی کے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں احرام کھولا جائے، مفرد حاجی پر قربانی نہیں یہ احرام باندھتے وقت "لبیک حجۃ" کہے، اور دل میں صرف حج کی نیت کرے۔

ششم: ممنوعات احرام: احرام کی حالت میں تمام حاجیوں کے لئے حسب ذیل باتیں منع ہیں۔

۱- جماع اور متعلقات جماع جیسے بوسہ لینا، شہوت سے چھونا، فحش باتیں کرنا، اسی طرح نکاح کرنا اور نکاح کرانا اور منگنی کرنا۔

۲- کسی چپکنے والی چیز سے سر ڈھانکنا، لیکن چھتری یا گاڑی کی چھت کے ذریعہ سے سایہ حاصل کرنے اور سر پر سامان اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔

۳- سر منڈوانا، یا بال کتروانا۔

اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا تھا ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا کہ یہ طواف وسعی حج وعمرہ دونوں کی طرف سے کافی ہوجائے گی۔

کیونکہ حج قران کرنے والے پر صرف ایک طواف اور سعی واجب ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ فرمان اس کی دلیل ہے دوسرے ایک اور حدیث شریف میں ہے " عمرہ حج میں قیامت تک کے لئے داخل ہوگیا ہے " (واللہ اعلم)

ہشتم : حج کے پانچ دن :

حاجی آٹھویں ذی الحجہ کو اپنی قیام گاہ مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھے جس طرح کے عمرہ کا احرام باندھکر میقات سے مکہ آیا تھا ، ہوسکے تو غسل کرے اور خوشبو لگائے پھر احرام باندھے اور " لبیک اللھم لبیک " کہکر حج کی نیت کرے ، اور احرام کی ساری پابندیوں کا خیال رکھے اور ان مذکورہ بالا سارے ممنوعات سے اجتناب کرے ، یہ پابندیاں اس وقت تک رہے گی تاآنکہ مزدلفہ سے واپس منی آکر دسویں تاریخ کو رمی جمرات اور قربانی اور حلق راس سے فارغ نہ ہوجائے۔

حاجی آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھکر منی تمام حجاج کے ساتھ جائے وہیں شب گذاری کرے وہاں پانچ وقت کی فرض نماز قصر ادا کرے (ظہر ، عصر ، مغرب ، عشاء ، فجر) دوسرے دن نویں تاریخ کو سورج طلوع ہونے کے بعد سارے حجاج کے ہم راہ عرفات جائے اور وہاں مسجد نمرہ میں قیام کرے اور امام کے ساتھ ظہر وعصر کی نماز جمع وقصر کرکے ادا کرے اور وہاں سے نکل کر قبلہ رخ ہو کر زیادہ سے زیادہ ذکر ودعا میں مشغول رہے ، میدان عرفات پورا کا پورا مقام وقوف ہے ، غروب آفتاب تک حدود عرفات میں ٹہرا رہے ، جبل نور کی طرف جانا اور چڑھنا ضروری نہیں ہے اور اسے بوسہ دینا اور برکت حاصل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔

ہوگئی تھیں وہ سب حلال ہوگئیں ۔

عورتوں کے مخصوص مسائل :

اگر کوئی عورت احرام باندھنے سے قبل یا اسکے بعد حیض ونفاس سے دوچار ہوجائے تو وہ حج قران یعنی حج وعمرہ دونوں کا احرام دوسرے حاجیوں جیسا باندھے ، کیونکہ حیض ونفاس احرام باندھنے اور وقوف عرفات ومزدلفہ وغیرہ میں رکاوٹ نہیں ہیں البتہ صرف بیت اللہ کا طواف کرنا اسے منع ہے ، چنانچہ ایسی صورت حال سے دوچار عورت تمام حجاج کرام جیسے حج کے سارے ارکان کی ادائیگی کرتی رہے اور صرف بیت اللہ کا طواف پاک وصاف ہونے تک موخر کئے رہے اور طہارت کے بعد اس کو پورا کرے ۔

اگر کوئی عورت لوگوں کے حج کے احرام باندھنے اور منی جانے سے قبل ہی پاک وصاف ہوگئی تو وہ غسل کرکے بیت اللہ کا طواف وسعی کرے اور اپنے بالوں کو کتروا کے عمرہ سے فارغ ہوجائے پھر تمام حجاج کے ساتھ حج کا احرام باندھکر منی جائے ، اور اگر آٹھویں تاریخ کو حجاج کے حج کا احرام باندھنے تک وہ طہارت نہ حاصل کرسکی تو وہ بھی ان کے ساتھ تلبیہ کہتے ہوئے حج قران کی نیت کرکے سارے ارکان کی ادائیگی کرتی رہے یعنی منی ، عرفات ، مزدلفہ ، رمی جمرات ، قربانی ، قصر شعر جیسے تمام چیزوں کو حجاج کرام سے ساتھ کرتی رہے ، اور جب پاک ہوجائے تو غسل کرکے بیت اللہ کا فرض طواف اور سعی صفا ومروہ کرے ، اور یہ طواف وسعی اس کے حج وعمرہ کی طرف سے کافی ہوجائے گی ۔ کیونکہ اسی طرح کی صورت حال حج وداع کے موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیش آئی تھی اور انھیں آنحضرت صلے

جائز ہے ، ان دونوں یا تینوں دنوں میں زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارے ، ابتدا پہلے جمرہ سے کرے جو مکہ سے باقی دونوں کی بہ نسبت زیادہ دور ہے ، پھر دوسرے کو اور پھر جمرہ عقبہ کو ، ہرایک کو سات کنکریاں مارے ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے ، اور کنکریاں منی میں اپنے قیام گاہ سے لے کر جائے .

اگر منی میں صرف دوہی دن رہنا چاہے تو دوسرے دن غروب آفتاب سے قبل ہی وہاں سے نکل جائے ، اگر آفتاب غروب ہوگیا تو تیسرے دن بھی قیام کرے اور کنکریاں مارے ، بہر حال افضل یہی ہے کہ تیسری رات بھی منی میں ہی گذاری جائے .

یازدہم : طواف وداع :

حج پورا ہوجانے کے بعد جب اپنے ملک کو واپس جانا چاہے تو طواف وداع کرے ، طواف فرض کرنے کے بعد اگر کوئی عورت حیض ونفاس سے دوچار ہوگئی تو وہ طواف وداع سے مستثنی ہے اور اس کا کرنا ضروری نہیں ہے ، اگر کوئی حاجی قربانی کو گیارہ بارہ یا تیرہ تک موخر کردے تو یہ جائز ہے ، اسی طرح اگر کوئی طواف افاضہ کو منی سے واپسی پر کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے لیکن افضل دسویں تاریخ کو کرنا ہے .

پھر غروب آفتاب کے بعد لبیک پکارتے ہوئے پورے سکون واطمینان کے ساتھ مزدلفہ کی طرف روانہ ہوجائے اور مزدلفہ پہونچتے ہی مغرب وعشاء کی نماز ایک ساتھ قصر ادا کرے اس کے بعد وہیں رات گذارے اور فجر کی نماز پڑھکر جب اجالا ہوجائے طلوع آفتاب سے قبل ذکر اللہ کرتے ہوئے منی کی طرف روانہ ہوجائے.

منی پہونچنے کے بعد طلوع آفتاب کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کرے یعنی سات کنکریاں یکے بعد دیگرے مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے ، کنکریاں بہت چھوٹی یا بہت بڑی نہ ہوں بلکہ چنے کے برابر ہوں ، جوتے وغیرہ سے رمی کرنا جائز نہیں اور لغو سا عمل ہے ، حج کے ادائیگی میں سنت وشریعت اور اتباع نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا خاص اہتمام ہونا چاہیئے .

رمی جمرہ عقبہ سے فارغ ہونے کے بعد قربانی واجب ہو تو قربانی کرے ، پھر اپنے سر کے بال کا حلق کرائے اور عورتیں تھوڑا کٹوائیں ، اگر مرد بھی قصر کرے تو جائز ہے لیکن حلق کرنا افضل ہے ، ان سب کو ترتیب سے کرنے کے بعد اپنے کپڑے پہن لے اور احرام کی پابندی ختم ہوگئی اور عورت کے علاوہ ساری چیزیں حلال ہوگئیں .

نہم : طواف فرض :

اب مکہ جائے اور طواف فرض اور اس کے بعد سعی کرے اور اس کے بعد عورت بھی حلال ہوجائے گی .

دہم : منی دوبارہ واپسی اور شب گذاری :

طواف افاضہ سے فارغ ہونے کے بعد منی واپس آجائے اور گیارہ بارہ اور تیرہ کی راتیں وہیں گذارے اگر کوئی صرف دو راتیں ہی وہاں گذار کر واپس آجائے تو بھی

جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہوا ہے اور اس کے ساتھ یہ ایمان ویقین رکھے کہ ان کے بعد سب سے آخری نبی جو خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری انسانیت کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے ، اور ساری انسانیت حتی کہ یہود ونصاری آپ کی امت کے ایک فرد ہیں اور ساری سر زمین کے لوگ آپ کی اتباع اور آپ کی نبوت ورسالت پر ایمان لانے کے مکلف ہیں اور حضرت موسی اور حضرت عیسی ان تمام لوگوں سے اظہار براءت کردیں گے کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام پر ایمان نہ لائے اور مسلمان تمام انبیاء کرام پر ایمان لانا اپنے ایمان کا جز تصور کرتا ہے . اور جو شخص حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور آپکی پیروی نہ کرے اور دین اسلام پر ایمان ویقین نہ رکھے وہ درحقیقت سارے انبیاء کرام کا منکر اور کافر ہے اگرچہ اپنے کو کسی ایک نبی کا پیرو کار کہے ، اس سلسلہ میں تفصیل سے دلائل ذکر کئے جاچکے ہیں .

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے " قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت کا کوئی بھی شخص چاہے وہ یہودی ہو یا عیسائی میری بعثت کی اطلاع ہوئی ہو اور میری رسالت وشریعت ایمان نہ لائے تو وہ جہنم میں جائے گا " رواہ مسلم

یوم آخرت پر ایمان :

اسی طرح ہر مسلمان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور حساب وکتاب ، جنت وجہنم یعنی یوم آخرت کی ہر چیز پر ایمان لانا ضروری ہے .

ایمان کا بیان :

رسولوں ، کتابوں ، فرشتوں ، یوم آخرت ، اور تقدیر پر ایمان لانا .

اللہ تعالے نے مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول اور اسلامی ارکان پر ایمان کے ساتھ ساتھ فرشتوں (۱) اور آسمانی کتابوں (۲) پر بھی ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے جسے اللہ تعالے نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائی ہیں ، جس سلسلہ کی آخری کتاب قرآن کریم ہے اور جو تمام آسمانی کتابوں کی ناسخ ہے .

اسی طرح اللہ تعالے نے مسلمانوں کو یہ بھی حکم فرمایا کہ وہ سارے بھیجے ہوئے انبیاء کرام اور رسولوں پر ایمان لے آئیں کیونکہ سبھی کی ایک دعوت اور ایک دین ہے اور وہ دین اسلام ہے ، جنھیں اللہ تعالے نے جو رب العالمین ہے نبی و رسول بنا کر بھیجا ہے ، لہذا ایک مسلمان کو ان تمام انبیاء کرام پر ایمان لے آنا چاہیئے

---

(۱) فرشتے ایک روحانی مخلوق ہیں جنھیں اللہ تعالے نے نور سے پیدا فرمایا ہے جن کی تعداد غیر معمولی ہے اور اللہ تعالے کے سوائے ان کے صحیح اعداد وشمار سے کوئی واقف نہیں ، کچھ تو آسمانوں میں ہیں اور کچھ انسانوں کے مختلف امور کے انجام دہی کے لئے مامور ہیں .

(۲) مسلمان اس پر ایمان رکھے کہ وہ کتابیں جو اللہ تعالے نے رسولوں پر نازل فرمائی تھیں سب برحق ہیں اور ان میں صرف قرآن کریم صحیح وسالم موجود ہے اور وہ تورات وانجیل جو یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس موجود ہیں وہ خود ان کی تحریر کردہ کتابیں ہیں کیونکہ ان میں بے حد اختلاف اور فرق پایا جاتا ہے اور سب سے بڑھکر تحریف وتبدیلی کی مثال یہ ہے کہ اس میں یہ عقیدہ موجود ہے کہ " معبود تین ہیں عیسی ابن اللہ ہیں " حالانکہ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ معبود ایک ہے اور وہ خدائے واحد اللہ کی ذات پاک ہے اور عیسی اللہ کے بندے اور رسول ہیں ، جیسا قرآن میں ہے مزید قرآن دوسرے کتب سماویہ کا ناسخ ہے ، ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا ایک ورق دیکھا تو بے حد ناراض ہوئے اور فرمایا اے ابن الخطاب کیا تمہیں ابھی کچھ شک ہے خدا کی قسم اگر میرے بھائی موسیٰ زندہ ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے چنانچہ حضرت عمر نے وہ ورق پھینک دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیے .

اور مسلمانوں میں سب سے زیادہ راسخ العقیدہ اور پختہ ایمان والے اور اللہ تعالے سے قرب رکھنے والے اور جنت میں بڑے مرتبہ والے لوگ محسنین ہیں جو اللہ تعالے کی اس طرح عبادت اور خوف خشیت اور تعظیم وتوقیر کرتے ہیں گویا کہ وہ لوگ اسے دیکھ رہے ہوں اور اس کی کسی طرح کی معصیت نہیں کرتے ، انکا ظاہر وباطن ایک جیسا ہوتا ہے ، اور اگر یہ کیفیت نہیں ہو پاتی تو کم سے کم اس کا استحضار رہتا ہے کہ اللہ تعالے انھیں دیکھ رہا ہے ، اور ان کے اقوال وافعال میں سے کوئی چیز بھی اس سے مخفی نہیں ہے ، اور اس کی اطاعت میں سرشار اور اس کی نافرمانی سے درکنار رہتے ہیں ، جب خدانخستہ ان سے کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے تو توبہ واستغفار میں جلدی کرتے ہیں اور اپنے گناہوں پر ندامت اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا عزم کرتے ہیں۔

اللہ تعالے کا ارشاد ہے :

إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوا۟ وَّٱلَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾ النحل :

بیشک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے رہتے ہیں اور جو لوگ کہ حسن سلوک کرتے رہتے ہیں۔

دین اسلام کی جامعیت :

قرآن کریم میں اللہ تعالے کا ارشاد گرامی ہے۔

ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًا المائدہ : ۳۔

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت

قضاء وقدر پر ایمان :

قضاء و قدر پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور تقدیر پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالے کو کائنات کی ہر چیز اور بندوں کے ہونے والے سارے اعمال کا آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے پہلے علم ہے ، اور یہ ساری معلومات اس کے پاس لوح محفوظ میں محفوظ ہیں ، اور ایک مسلمان کو اس کا بھی علم ہونا چاہئیے کہ اللہ تعالے نے جس چیز کو چاہا وہ ہوگئی اور جس چیز کو اس نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوئی ، اور اس کو بندوں کو اپنی عبادت واطاعت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اس کے طریقوں کو واضح فرما دیا ہے اور اس کے کرنے کا صراحتا حکم فرمایا ہے ، اور اسی طرح سے اپنی معصیت سے منع فرمایا ہے اور اسکی بھی نشاندہی فرمادی ہے ، اور انسانوں کے اندر ایسی طاقت واستطاعت رکھی ہے جس کے ذریعہ وہ اللہ تعالے کے فرمانوں کی بجا آوری کرسکیں تاکہ اجروثواب سے نوازے جائیں ، اور جس نے اس کی نافرمانی کی اور گناہوں کا مرتکب ہوا وہ سزا وعذاب کا مستحق ہوگا ، اور بندوں کے مشیت وطاقت اللہ تعالے کے مشیت کے تابع ہے ، اور اللہ تعالے جو چاہتا ہے وہی بندے کرتے ہیں .

اور جہاں تک ان چیزوں کا تعلق ہے جس میں بندوں کی کوئی مشیت واختیار کا دخل نہیں اور اسکا ہونا ناگزیر ہوتا ہے اور انسان کے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ وقوع پذیر ہوتے ہیں جیسے بھولنا غلطی کرنا ، بیماری ، غریبی ، مصیبتوں سے دوچار ہونا ،زبردستی کرائی گئی چیز، تو ان جیسی تمام چیزوں پر اللہ تعالے کی طرف سے انسان پر کوئی گرفت نہیں ہے اور نہ کسی طرح کی سزا وعذاب ہے بلکہ فقر وفاقہ اور مصیبتوں پر بندہ جب صبرو استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ تعالے اسے اجر وثواب سے نوازتا ہے.

کے لئے مکمل فرما دیا ہے اور اس میں کسی طرح کی کمی وبیشی کی ضرورت نہیں وہ ہر زمانے اور ہر ملک کے لئے یکساں طور پر قابل قبول ہے، اور یہ اعلان فرمادیا کہ اس نے مسلمانوں کو یہ کامل ترین عطا فرماکر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آخری رسالت کے ذریعہ اپنی ساری نعمتوں کو تمام فرمادیا ہے ، اور مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر فتح یاب کیا ، مزید یہ بھی واضح فرما دیا کہ جس نے اسلام کو دین بناکر تسلیم کرلیا اس سے کبھی ناراض نہیں ہوگا اور دین اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین اس کے نزدیک قابل قبول نہیں ، قرآن کریم ایک مکمل دستور حیات ہے اس میں دینی ودنیاوی تمام امور ومعاملات کی انتہائی واضح اور اطمینان بخش ہدایات اور تعلیمات موجود ہیں کوئی خیر وبھلائی کی چیز نہیں جس کی طرف قرآن رہنمائی نہ کی ہو اور اسی طرح کوئی شرو برائی کی بات نہیں جس سے خبر دار نہ کیا ہو۔

اور جدید وقدیم قسم کے کیسے بھی مسائل ہوں قرآن کریم میں اس کا معتدل اور قابل اطمینان حل موجود ہے جو لوگ آج اپنی پریشانیوں اور مشکلات کا حل قرآن کے علاوہ دوسری چیزوں میں تلاش کرتے ہیں یا ان ہدایات کو قابل قبول تصور کرتے ہیں جو قرآن سے متصادم ہو تو ان کی سراسر جہالت اور زیادتی ، کج روی وکوتاہی فہمی پر مبنی ہے .

علم وعقیدہ اور سیاست اور نظام حکومت اور عدالتی اور معاشرتی اورمعاشی اورتعزیراتی نظاموں سے متعلق سارے احکام وقوانین قرآن کریم میں اللہ تعالے نے وضاحت سے بیان فرمادئے ہیں اور اس کی مکمل وجامع تشریح وتفہیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے بیان فرمادی ہے اس کی طرف قرآن کی یہ آیت اشارہ کرتی ہے .

پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کرلیا.

دوسری جگہ ارشاد ہے:

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ﴿٩﴾ الاسراء

بیشک یہ قرآن ایسے (طریقہ) کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے رہتے ہیں خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا بھاری اجر ہے.

مزید ارشاد ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾ النحل

اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے ہر بات کو کھول دینے والی، اور مسلموں کے حق میں ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے.

ایک صحیح حدیث میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں تمہیں نہایت شفاف اور روشن شاہ ہراہ پر چھوڑ کر جارہا ہوں اس کی راتیں دن کی طرح روشن اور عیاں ہیں، اس راستہ سے وہی کجی اختیار کرے گا جو ہلاک ہو کر رہے گا"

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا "میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہوگے، اللہ کی کتاب (قرآن) اور میری سنت".

مذکورہ آیتوں میں اللہ تعالے نے یہ بیان فرمایا کہ اس نے دین اسلام کو مسلمانوں

چوتھی فصل

اسلام کا نظام حیات :

۱- تحصیل علم :

اللہ تعالے نے انسان کے لئے جو سب سے پہلی چیز واجب ولازمی قرار دی ہے وہ تحصیل علم ہے .

چنانچہ ارشاد باری تعالے ہے :

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ ﴿١٩﴾ محمد

تو آپ اس کا یقین رکھیئے کہ بجز اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیئے اور سارے ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے بھی ، اور اللہ خوب خبر رکھتا ہے تم (سب) کے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی .

مزید ارشاد ہے :

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ المجادلة: ۱۱

اللہ تم میں ایمان والوں کے اور ان کے جنھیں علم عطا ہوا ہے درجے بلند کریگا .

مزید ارشاد ہے :

وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿١١٤﴾ سورہ طہ

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ النحل

ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کردی جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت ورحمت اور بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جنھوں نے سر تسلیم خم کردیا ہے

۲- عقیدہ کی درستگی:

اللہ تعالے نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ وہ برملا یہ اعلان کردیں کہ سارے لوگ خدائے واحد کے بندے ہیں، لہذا ان کے لئے ضروری ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس سے براہ راست بغیر کسی واسطہ کے اپنی عبادت و دعا میں رابطہ قائم رکھیں جس کی تفصیلات توحید کی شرح میں گذر چکی ہیں، اور اسی طرح صرف اللہ تعالے ہی کی ذات پاک پر بھروسہ رکھیں اسی سے خوف وخشیت کا اظہار کریں، اسی سے امیدیں رکھیں اور نفع ونقصان کا مالک اسی کو تصور کریں اور ان تمام صفات کمال سے اسے متصف کریں جس کو اللہ تعالے نے اپنے آپ کو متصف فرمایا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے متصف کیا ہے.

۳- حقوق العباد کی ادائیگی:

اللہ تعالے نے مسلمانوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ وہ ایسا نیک صفت انسان بنے جو انسانیت کو کفر وشرک کی تاریکی سے نکال کر اسلام کے نور کی طرف رہنمائی کرے، اسی کے پیش نظر ہم نے اس کتاب کی تالیف کی اور اسے زیر طبع آراستہ کرکے لوگوں تک پہونچانے کی کوشش کی ہے تاکہ اس فریضہ دعوت اور حقوق العباد کی فرضیت سے سبکدوش ہوسکیں.

اسی طرح اللہ تعالے نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان بھائی سے ایمانی رشتہ ہونا چاہیئے اور اسی بنیاد پر باہمی تعلقات ومعاملات استوار ہونے چاہیئے، لہذا ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے جو حقیقی اور نیک و دین دار ہو محبت کرے اگرچہ وہ دور کا رشتہ دار تک نہ ہو، اور ان کافروں سے بغض وعداوت

اور آپ کہیئے کہ اے میرے پروردگار بڑھادے میرے علم کو۔

ایک جگہ اور فرمایا:

"فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ"

اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھا کرو۔

ایک حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ہر مسلمان پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے" اسی طرح فرمایا "ایک عالم کی جاہل پر ایسی ہی فضیلت ہے جس طرح چودہویں رات کے چاند کی سارے ستاروں پر"۔

اسلام میں علم کی چند قسمیں ہیں:

قسم اول: جو ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے جس کی عدم واقفیت کی وجہ سے کوئی معذور نہیں سمجھا جائے گا وہ یہ ہے "اللہ تعالے کی معرفت" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت" اور دین اسلام کی دلائل کی معرفت"

قسم دوم: جو فرض کفایہ ہے یعنی اگر اسے امت کے کچھ لوگ حاصل کرلیں تو بقیہ تمام لوگوں کی طرف سے کافی ہوگا اور وہ لوگ عدم تحصیل پر گنہگار نہیں ہوں گے لیکن دوسرے لوگوں کو اسکا حاصل کرنا مستحب اور افضل ہوگا" جیسے "فقہی وشرعی مسائل میں اتنی مہارت حاصل کرنا کہ وہ منصب قضا اور افتاء کا اہل ہوجائے اور لوگوں کو دینی وشرعی رہنمائی کرسکے۔

اسی ضمن میں وہ سارے دنیاوی علوم وفنون آتے ہیں جس کے ذریعہ سے مسلمان خود کفیل ہوجائیں اور دوسروں کے محتاج نہ رہیں، اس لئے مسلمان حکمرانوں کے لئے ضروری ہے کچھ ایسے افراد تیار کرائیں جو تمام مسلمانوں کی طرف سے یکسو ہوکر یہ علوم وفنون حاصل کریں جو امت اسلامیہ کے لئے مفید ہوں۔

رکھنے والا محبوب شخص وہ ہے جو اس کا فرمانبردار ہو چاہے وہ کسی بھی رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والا فرد ہو .

اسی طرح اللہ تعالے نے مسلمانوں کو عدل وانصاف سے معاملہ کرنے کا حکم فرمایا ہے چاہے دوسرا شخص دشمن ہو یا دوست اور ظلم وستم کواپنی ذات پاک پر حرام قرار دیا اور اپنے بندوں کے مابین بھی حرام قرار دیا ہے . اور امانت داری اور سچائی کا حکم اور خیانت ودروغ گوئی سے منع فرمایا ہے ، اور والدین کی اطاعت وخدمت ، رشتہ داروں سے صلہ رحمی ، فقراء ومساکین کے ساتھ احسان اور رحم دلی کا حکم فرمایا ہے، اور تمام کار خیر اور رفاہی وانسانی کاموں میں حصہ لینے اور انفاق کی ترغیب دی ہے .

اسی طرح اللہ تعالے نے تمام مخلوقات کے ساتھ احسان وحسن معاملہ کا حکم فرمایا ہے حتی کہ جانوروں کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم اور ان کو تکلیف وتعذیب دینے سے منع فرمایا ہے (۱) .

اور نقصان پہونچانے والے جانوروں کو جیسے ، پاگل کتے ، سانپ ، چوہے ، بچھو ، مزید اسی قبیل کے دوسرے جانوروں کو مار ڈالنا جائز ہے تاکہ انکے ایذا رسانی سے لوگ محفوظ رہ سکیں ، ہاں ان کو بھی تکلیف دے دے کر مارنا منع ہے .

۴ - مرد مومن کی قلبی کیفیت :

قرآن کریم کی متعدد آیتیں یہ بتاتی ہیں کہ اللہ تعالے اپنے بندوں کو دیکھتا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں ، نیز ان کے تمام اعمال اور دل میں چھپے ہوئے رازوں اور نیتوں سے واقف اور باخبر ہے اور ان کے اقوال واعمال کے اعداد وشمار وریکارڈ

---

(۱) حلال جانوروں کو ذبح کرتے وقت ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ چھری کو تیز کرلیا جائے تاکہ جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو اور بآسانی ذبح ہوجائے ، اور حلق کی جگہ چھری پھیری جائے اور شہ رگ کاٹی جائے تاکہ خون اچھی وپوری طرح نکل جائے اور اونٹ کو گردن سے نیچے نحر کیا جائے اور جانور کو بجلی کا شاک دے کر یا سر پر مار کر قتل کرنا اور اس کو کھانا ناجائز ہے .

رکھے جو اللہ تعالے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہوں اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہوں ۔

یہ وہی مضبوط رشتہ اور رابطہ ہے جو علیحدہ علیحدہ چیزوں کو جوڑنے اور باہمی مختلف چیزوں میں الفت و محبت پیدا کرتے ہیں بخلاف نسبی اور وطنی اور عارضی مادی رشتوں کے جو بہت جلد چکنا چور ہوکر بکھر جاتے ہیں اور محبت واخوت عداوت ونفرت میں تبدیل ہوجاتی ہے ۔

اللہ تعالے کا ارشاد ہے :

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ المجادلة : ۲۲

جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ، آپ انھیں نہ پائیں گے کہ ایسوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں ، خواہ وہ لوگ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے کنبے والے ہی کیوں نہ ہوں ۔

مزید ارشاد ہے :

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ الحجرات : ۱۳

بیشک تم میں سے پرہیزگار تر اللہ کے نزدیک معزز تر ہے ۔

اللہ تعالے پہلی آیت کریمہ میں یہ بتارہے ہیں کہ اللہ پر ایمان رکھنے والا مرد مومن اللہ کے دشمنوں سے اظہار محبت نہیں کرتا اگرچہ وہ قریب ترین رشتہ دار ہو ۔ دوسری آیت میں یہ واضح فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالے کے یہاں شرف ومنزلت

۵ - اسلام کا معاشرتی تعاون :

اللہ تعالے نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ باہمی طور پر مالی اور معنوی تعاون ومدد کیا کریں جس کی قدرے تفصیلات زکوۃ وصدقات کے باب میں بیان ہو چکی ہیں ، اسی طرح اس نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی ایذا رسانی سے منع فرمایا ہے خواہ کتنی ہی معمولی سی چیز کے ذریعہ سے ہو ، جیسے راستوں یا سایہ والی جگہوں پر کوئی نا خوشگوار چیز ڈال دی جائے اور مسلمانوں کو ایسی تکلیف دہ چیزوں کو زائل کرنے پر اجر وثواب کا وعدہ کیا گیا ہے ، رکھنے والے کو سزا کی وعید سنائی گئی ہے .

اسی طرح اللہ تعالے نے ایک مسلمان پر یہ لازم قرار دیا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے ، اس کے لئے وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے .

چنانچہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے :

وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ المائدہ : ۲

ایک دوسرے کی مدد ، نیکی اور تقوے میں کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو .

مزید ارشاد ہے :

إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُواْ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ الحجرات : ۱۰

بیشک مسلمان (آپس میں) بھائی ہی بھائی ہیں ، سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو .

تیار کئے جارہے ہیں اور اس کام کے لئے کچھ فرشتے مقرر ہیں جو ہمہ وقت ساتھ ہیں اور ہر چھوٹی وبڑی اور ظاہری وباطنی چیزوں کو جو انسانوں سے صادر ہوتے ہیں لکھ لیا کرتے ہیں، جس کی بنیادوں پر اللہ تعالے یوم آخرت میں حساب وکتاب لے گا.

اسی طرح اللہ تعالے نے ان لوگوں کو دردناک عذاب سے ڈرایا اور متنبہ کیا ہے جو لوگ اس دنیاوی زندگی میں اس کی نافرمانی اور گناہ کرتے ہیں، چنانچہ مومنین ان تنبیہات سے سبق حاصل کرتے ہوئے، معصیت اورنافرمانی سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں اور گناہوں اور مخالفتوں سے پر حذر اور اجتناب کرتے ہیں اور اللہ تعالے سے خوف وخشیت کا اظہار کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو اللہ تعالے سے خوف وخشیت نہیں رکھتے اور گناہوں کا آزادی سے ارتکاب کرتے ہیں تو اللہ تعالے انھیں بھی باز رکھنے اور منع کرنے کا ایک طریقہ مقرر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان آپس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہیں، اور اس طرح ہر مسلمان اس کا شعور رکھے کہ ہر وہ گناہ جو کوئی دوسرا شخص بھی کرے وہ اپنے آپ کو عند اللہ اس کا ذمہ دار تصور کرتے ہوئے وہ حسب استطاعت اپنی زبان یا ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے، نہیں توکم ازکم اسے دل میں برا سمجھے.

اسی طرح اللہ تعالے نے مسلمان حکمرانوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اسلامی قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں پر اللہ کے احکام کی تنفیذ کریں جس کی تفصیلات اللہ تعالے نے قرآن کریم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے بیان فرمائی ہیں.

"بیشک تمہارا خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزت و آبرو ایسے باحرمت ہیں جس طرح اس ماہ کا آج کا یہ دن اور تمہارے اس شہر میں، کیا میں نے پہونچا نہیں دیا، سبھی نے عرض کیا ہاں" پھر آپ نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا اے اللہ تو گواہ رہ. (۱)

٦ - اسلام کا سیاسی نظام:

اسلامی داخلی سیاست: اللہ تعالے نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنے ہی میں سے کسی کا انتخاب کرکے اپنا امام وحاکم مقرر کرلیں اور اسکی اطاعت وحاکمیت کو تسلیم کرلیں اور اتفاق واتحاد کا مظاہرہ کریں اور اختلاف وانتشار کا شکار نہ ہوں اور اس طرح سے امت واحدہ ہونے کا ثبوت دیں.

اسی طرح انھیں حکم فرمایا کہ اپنے امام وحاکم کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں البتہ جب اللہ تعالے کی معصیت اور اس کے احکام وشریعت کی مخالفت پر مجبور کریں تو اس میں ان کی اطاعت وفرمانبرداری ضروری نہیں، کیونکہ اللہ تعالے کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے.

اللہ تعالے نے ایک مسلمان کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ایسے شہر یا ملک میں رہے جہاں اپنے اسلام کا اظہار نہ کرسکتا ہو یا اسلامی شعائر واحکام پر عمل پیرا ہونا ممکن نہ ہو سکے اور نہ اس کی آزادانہ طور پر دعوت وتبلیغ کرسکے تو وہ وہاں سے اسلامی ممالک کی طرف ہجرت کرجائے جہاں اسلامی قوانین وشریعت کی تنفیذ کی جاتی ہو، اور

---

(۱) یہ اقتباسات اس جامع وعظیم الشان خطبہ کے ہیں جسے علامہ شیخ عبداللہ بن محمد بن حمید نے اپنی کتاب "الابداع شرح خطبہ حجۃ الوداع" میں جمع فرمایا ہے.

فرمایا:

لَّا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾ النساء

سرگوشیاں بہت سی ایسی ہیں جن میں کوئی بھلائی نہیں ، ہاں البتہ بھلائی یہ ہے کہ کوئی صدقہ کی ترغیب دے یا کسی اور نیک کام کی یا لوگوں کے درمیان اصلاح کی ، اور جو کوئی اللہ کی رضا حاصل کرنے کو ایسا کرے گا سو ہم اس کو عنقریب اجر عظیم دیں گے .

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

" کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہوسکتا تا آنکہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز نہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے ". رواہ مسلم

اسی لئے آپ نے حج وداع کے عظیم خطبہ کے دوران جو آپ نے حیات طیبہ کے آخری دنوں میں دیا تھا اللہ تعالے کی سابقہ احکام کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

" اے لوگو : تمہارا رب ایک ہے اور تمہارے جد امجد ایک ہیں غور سے سنو : کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت وفوقیت نہیں ، نہ کسی عجمی کو عربی پر ، اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر فضیلت حاصل ہے، مگر تقوی کے ذریعہ سے " کیا میں نے پہونچا نہیں دیا ، تو سبھی لوگوں نے کہا آپنے یارسول اللہ بحسن وخوبی پہونچا دیا ہے ".

مزید ارشاد فرمایا :

اور تمہارے لئے اے اہل فہم (قانون) قصاص میں زندگی ہے ،
تاکہ تم متقی بن جاؤ .

نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

" جو شخص اپنے دفاع میں قتل ہوا وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل وعیال کے دفاع میں قتل ہوا وہ شہید ہے " اور جو شخص اپنے مال ودولت کے دفاع میں قتل ہوا وہ شہید ہے .

غیبت وتہمت کی ممانعت : اللہ تعالے نے مسلمانوں کی عزت وآبرو کی حفاظت اس طور پر فرمائی کہ ایک مسلمان کو اپنے مسلم بھائی کی غیر موجودگی میں ایسی بات کہنے کی ممانعت فرمائی ہے جو اسے ناگوار لگے (یعنی غیبت کی ممانعت فرمائی ہے) اسی طرح تہمت لگانے والے کی سزا تاآنکہ شرعی طور پر ثابت نہ ہوجائے اسی کوڑے مقرر فرمائی ہے .

زنا کی حرمت : اسی طرح اللہ تعالے نے مسلمانوں کے نسل ونسب کی حفاظت کی خاطر زنا اور ناجائز جنسی تعلقات کو حرام فرمایا ہے اور اس اخلاقی جرم کو بہت بڑا گناہ قرار دے کر سختی سے اسکی ممانعت فرمائی ہے اور جب شرعی طور پر اسکا ثبوت ہوجائے تو انتہائی بھیانک اس کی سزا مقرر فرمائی ہے تاکہ لوگوں کے لئے عبرت ہو .

چوری و دھوکہ دہی وغیرہ کی ممانعت : اللہ تعالے نے لوگوں کے اموال کی حفاظت کے پیش نظر چوری ، دھوکہ دہی ، جوا ، رشوت ، اسکے علاوہ تمام ناجائز طریقوں سے کمائی ہوئی دولت کو حرام قرار دیا ہے اور ان غلط طریقوں پر پابندی اور روک تھام کے لئے چوری ورہزنی کرنے والے کی سزا جب شرعی طور پر ثابت ہوجائے ، ہاتھ کاٹنا قرار دی ہے اور اگر ثابت نہ ہوسکے تو بھی کچھ سزائیں دی جائیں تاکہ

وہاں اللہ تعالے کے نازل کردہ احکام وقوانین کے مطابق کوئی مسلمان حکمرانی کرتا ہو ،
کیونکہ اسلام علاقائی سرحدوں اور قومی اور لسانی تفریق اور امتیازات کا قائل نہیں ہے
اور ایک مسلمان کی قومیت اسلام ہے اور تمام لوگ اللہ تعالے کے بندے ہیں اور
ساری سر زمین کا خالق ومالک اللہ تعالے ہے لہذا مسلمان جہاں جی چاہے بغیر رکاوٹ
کے آزادانہ طور پر آمد ورفت رکھ سکتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالے کے قوانین پر عمل
پیرا ہو اور جب اس کے حدود وشریعت کی مخالفت کرے تو امن وامان قائم رکھنے
کی پیش نظر اسے اسلامی تعزیرات سے دو چار ہونا پڑے گا اور ان قوانین کا بغیر رو
رعایت تنفیذ کی جائے گی تاکہ مسلمانوں کے حقوق محفوظ رہیں اور ان کی جان ومال
وعزت وآبرو کی حفاظت کی جاسکے اور اسی میں سب کی بھلائی ہے .

شراب کی حرمت : اللہ تعالے نے انسانی عقل و شعور کی حفاظت کی خاطر ہر نشہ
آور اور فتور پیدا کرنے والی چیزوں کو حرام قرار دیا ہے "اور شراب نوشی کرنے والے
کی سزا چالیس سے اسی کوڑے تک قرار دی ہے " تاکہ اسکے عقل کی حفاظت ہوسکے
اور دوسروں کے لئے عبرت ہو اور وہ اسکے شرو شرارت سے محفوظ ہوجائیں .

قتل کی حرمت : اسی طرح اللہ تعالے نے مسلمانوں کی جان وخون کی حفاظت کے
پیش نظر ناحق قتل کو حرام قرار دیا ہے اور قاتل کی سزا قصاص کے طور پر قتل قرار
دی ہے اور ظلموں اور زیادتیوں میں بھی قصاص مقرر ومشروع فرمایا ہے اسی طرح
ایک مسلمان کو اپنے جان ومال وعزت کی حفاظت اور دفاع کا بھی حق دیا ہے .

اللہ تعالے کا ارشاد ہے :

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوٰةٌ يَـٰٓأُو۟لِى الْأَلْبَـٰبِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧٩﴾

البقرہ

مسلمان حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہو رہے ہیں.

اسی طرح ایک مسلمان کو حکم ہے کہ وہ ایک نیک اور مفید عنصر بن کر معاشرے میں رہے اور اپنے صلاح واصلاح سے بگڑے ہوئے معاشرے کو درست اور ساری انسانیت کو تباہی سے بچائے اور اس کی خیر خواہی اور تعاون میں کوئی کسر باقی نہ رکھے، بخلاف دوسرے انسانی نظام حیات جو انسان سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ صرف وہ خود ایک صالح شہری بن کر رہے دوسروں کی اصلاح وفلاح اسکے ذمہ ضروری نہیں ہے.

یہ اس بات کی واضح اور بین دلیل ہے کہ انسان کے خود ساختہ نظام حیات کتنے ناقص اور فاسد ہیں اور اسلام کا نظام حیات کتنا مکمل اور صالح ترین ہے.

اسی طرح اللہ تعالے نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے وہ اللہ تعالے کے دشمنوں سے مقابلہ کے لئے اپنی پوری وسعت اور صلاحیت کو بروے کار لاتے ہوئے تیاری کریں تاکہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کی جائے اور اللہ اور ان کے دشمنوں کو مرعوب اور خوف زدہ کیا جائے، اسی طرح اللہ تعالے نے مسلمانوں کو غیر مسلموں سے بوقت ضرورت معاہدے کرنے کی اجازت دی ہے جو شرعی اصول وضوابط کے مطابق ہو، اور انھیں عہد شکنی سے منع فرمایا الا یہ کہ دشمن ہی خود عہد شکنی کرنے لگے یا ایسی حرکات وحالات پیدا کردے جو عہد وپیمان کی صریحا مخالفت ہوں.

مسلمانوں کو قتل وقتال کرنے سے پہلے یہ حکم ہے کہ پہلے کفار ومشرکین کو اسلام کی دعوت دیں اگر وہ اس سے انکار کردیں تو انھیں جزیہ دینے اور اسلامی قوانین کے احترام اور پابندی کی پیشکش کی جائے، اگر اس سے بھی انکار کریں تو کفروشرک وظلم وستم کے فتنوں کے قلع وقمع کرنے کے لئے قتال کیا جائے تاکہ صرف اللہ تعالے ہی کے دین کا بول بالا رہے.

دوسروں کے لئے عبرت وسبق آموز ہوں۔

جو لوگ ان اسلامی تعزیرات اور شرعی حدود پر تنقید کرتے ہیں ان کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ ان قوانین کو اس ذات پاک نے مقرر ومرتب فرمایا ہے جو غیر معمولی علم وحکمت رکھنے والی ہے اور وہ اپنے بندوں کی فطرت وکیفیت سے سب سے زیادہ باخبر ہے، اور ساتھ ہی ساتھ ان پر انتہائی شفقت اور رحم کرنے والی ہے چنانچہ اس نے ان سزاؤں کو مسلمان مجرموں کے گناہوں کے لئے کفارہ قرار دیا ہے اور معاشرہ کو ان کے اور دوسروں کے شروفتن سے محفوظ کردیا ہے۔

جو لوگ قاتل کے قتل اور چور کے ہاتھ کاٹے جانے پر اعتراض کرتے ہیں وہ در اصل اس عضو فاسد کے کاٹے پر اعتراض کر رہے ہیں جو اگر نہ کاٹا جائے تو اس کے جراثیم پورے معاشرے میں سرایت ہوجائیں اور اس طرح پورا معاشرہ تباہ وبرباد ہوجائے گا (۱) اور یہ لوگ دوسری طرف یک گونہ معصوم جانوں کی ہلاکت اور ناحق ظلم وزیادتی وخون بہانے پر داد تحسین دیتے ہیں تاکہ مجرموں کے فاسد اغراض ومقاصد پورے ہوں۔

۷۔ اسلامی خارجی سیاست:

اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں اور ان کے حکمرانوں کو یہ حکم فرمایا ہے وہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیں تاکہ ان کو کفر وشرک کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان واسلام کے نور کی طرف لے جائیں اور دنیاوی مادی زندگی آلائیشوں اور محرومیوں سے نجات دلا کر اس روحانی سعادت اور قلبی اطمینان وسکون سے روشناس کرائیں جس سے

---

(۱) مریض کے جسم کے عضو فاسد کا کاٹ دیا جانا زیادہ بہتر ہوتا ہے جس کا مطالبہ خود مریض اور اسکے اہل وعیال کرتے ہیں تاکہ پورا جسم صحیح وسالم اور محفوظ رہے۔

اگر خدانخواستہ کوئی مسلمان دین اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہوجائے تو اس کی سزا قتل ہے، اس لئے وہ اس بھیانک جرم کی وجہ سے زندہ رہنے کا حق نہیں رکھتا، ہاں اگر اس سے توبہ واستغفار کرکے دوبارہ اسلام میں داخل ہوگیا تو یہ قابل قبول ہوگا۔

اگر کسی نے اسلام سے خارج کرنے والی چیزوں میں سے کسی ایک کا ارتکاب کرلیا تو اس سے توبہ کرے اور دوبارہ نہ کرنے کا عزم مصمم کرے۔

اسلام سے خارج کرنے والی باتیں :

دس ایسی باتیں ہیں جن میں سے ہر ایک مسلمان کو اسلام سے خارج کردیتی ہیں وہ یہ ہیں :

(۱) اللہ تعالٰے کی ذات وصفات اور عبادت میں دوسروں کو شریک بنانا، اگرچہ اپنے اور اللہ تعالٰے کے درمیان کسی کو واسطہ اور سفارشی بنائے اور اسے پکارے اور تقرب حاصل کرے اور شفاعت کی درخواست کرے، خواہ اس کی الوہیت کا لفظاً ومعنیً اعتراف معبود وعبادت کے معنی جانتے کی وجہ سے کرے " جیسے " دور جاہلیت کے مشرکین جنھوں نے اپنے سابقہ صالحین کے نام سے ایسے بت بنا رکھے تھے جن کی شفاعت کی غرض سے عبادت کیا کرتے تھے۔

یا ان کی عبادت انکی الوہیت کا اعتراف کرکے نہ کی جائے یا ان کی عبادت کو اللہ کی عبادت تصور نہ کی جائے، جیسے آج کے وہ نام نہاد مسلمان جن کو اگر عقیدہ توحید کی دعوت دی جائے تو اس کو قبول نہیں کرتے وہ اس زعم باطل میں ہیں کہ شرک تو صرف بتوں کے سامنے سجدہ کرنے کا نام ہے یا کوئی بندہ کسی غیر اللہ کو " یا

اسی طرح دوران قتال مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ وہ عورتوں بچوں ، بوڑھوں ، اور کنیسہ میں عبادت گذار راہبوں سے کوئی تعرض نہ کیاجائے الا یہ کہ یہ لوگ کفار ومشرکین کے ساتھ بھر پور تعاون کرتے ہوں ، اسی طرح قیدیوں کے ساتھ حسن معاملہ کا حکم ہے .

ان تعلیمات وہدایات سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ اسلامی جہاد وغزوات کا مقصد لوٹ مار ، یا بالادستی حاصل کرنا ، یا ناجائز فائدہ اٹھانا نہیں ہے ، بلکہ اس کے انتہائی عظیم الشان اور مقدس اغراض ومقاصد ہیں اور وہ ہے دین حق کی نشر واشاعت ، اور انسانیت کے ساتھ رحم وکرم تاکہ اس کو مخلوق کی غلامی سے نکال کر خالق کی غلامی میں داخل کیا جائے .

۸ - اسلام میں آزادی :

(ا) مذہبی آزادی : اللہ تعالے نے غیر مسلموں کو دین اسلام کو قبول اور عدم قبول میں پوری آزادی دے رکھی ہے ، اولا اس اسلامی عقائد واحکام اور سارے نظام حیات کو اچھی طرح واضح فرمادیا ہے اس کے بعد جس کا جی چاہے دین اسلام کو قبول کرکے دینی ودنیوی سعادت وکامیابی حاصل کرے اور اگر کوئی اپنے آباء واجداد کے دین پہ باقی رہ کر بدبختی اور عذاب آخرت کا مستحق ہونا چاہے تو اسے بھی پورا اختیار ہے" اور اس طرح سے اس پر حجت تمام ہوگئی اسے اللہ تعالے کے سامنے یہ عذر پیش کرنے کا جواز نہیں ہوگا کہ اسے دعوت نہیں پہونچی ".

اس وقت مسلمان اسے اپنے سابقہ دین پر باقی رکھیں گے اور اس کی جان ومال کی حفاظت کے عوض جزیہ وصول کریں گے اور اسلامی سارے قوانین کا وہ پابند ہوگا اور مسلمانوں کے سامنے اپنے کفریہ وشرکیہ شعائر کا اظہار نہ کرے گا.

اختیار نہیں رکھتے اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری سنیں گے بھی نہیں ، اور اگر سن بھی لیں تو تمہارا کہا نہ کرسکیں گے ، اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کرنے ہی سے منکر ہوں گے اور تجھ کو (خدائے) خبیر کا سا کوئی نہ بتائے گا ۔

(۲) جس نے مشرکوں کو کافر نہیں سمجھا یا ان کے کفر میں شک کیا اور ان کے مذہب کو صحیح سمجھا ، جیسے ، یہودی ، عیسائی ، ملحد ، مجوسی ، اور وہ طاغوتی طاقتیں جو اللہ کے قوانین کے علاوہ سے فیصلے وحکومتیں کرتے ہیں اور احکام الٰہی کی مخالفت کرتے ہیں تو وہ خود بھی کافر ہوگیا ۔

(۳) جس نے جادو ، ٹونا خود کیا یا کرنے والے کو صحیح سمجھا اور اس کے کفریہ وشرکیہ اقوال وافعال کو کفر وشرک نہ تصور کرے تو وہ کفر کی حدوں میں داخل ہوجائے گا ۔

(۴) جس کا یہ عقیدہ ہو کہ کوئی دوسری راہ وشریعت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے راہ وشریعت سے اکمل وافضل ہے ، یا یہ کہ کسی اور کا فیصلہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے بہتر ہے ، جیسے وہ لوگ جو طاغوتی طاقتوں کے قوانین کو آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے قانون پر فوقیت دیتے ہیں وہ کافر ہیں مثلاً یہ عقیدہ رکھنا ، انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین ونظام حیات اسلامی شریعت سے افضل ہیں ۔

(۵) جس کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی باتوں میں سے کسی بات کو مبغوض سمجھا وہ کافر ہوگیا ۔

(۶) جس نے اللہ کے دین کی کسی بات یا ثواب وعقاب کا مذاق اڑایا وہ کافر ہوگیا ۔

(۷) جس نے اسلام کی فتح ونصرت وسربلندی کو ناپسند کیا اور اس کی شکست

الی " کہکر پکارے " ان کا حال یا مثال اس شخص جیسی ہے جو شراب کو دوسرا نام دے کر نوش کرے، جس کی تفصیلات قدرے گذر چکی ہیں۔

اللہ تعالے کا ارشاد گرامی ہے:

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ سورۃ الزمر

آپ خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کی عبادت کرتے رہئے، یاد رکھو عبادت خالص اللہ ہی کے لئے ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور شرکاء تجویز کر رکھے ہیں کہ ہم تو ان کی پرستش بس اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا مقرب بنا دیں، بیشک اللہ ان کے درمیان فیصلہ کردے گا جس بات میں یہ باہم اختلاف کر رہے ہیں بیشک اللہ ایسے کو راہ راست پر نہیں لاتا جو جھوٹا ہو، ناشکرا ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝ الفاطر

یہی اللہ تمہارا رب ہے اس کی حکومت ہے، اور جنھیں تم اس کے علاوہ پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی

احترام کی بہترین مثالیں ہیں۔

وہ افکار ونظریات جو اسلامی شریعت کے مخالف اور متصادم ہوں انکے اظہار وانتشار کی بالکل ضرورت نہیں کیونکہ وہ سراسر فساد وتباہی ہے اور حق کی بیخ کنی ہے۔

(ج) انفرادی آزادی : اللہ تعالےٰ نے شریعت اسلامیہ کے حدود ودائرے کے اندر رہتے ہوئے مسلمان کو شخصی وانفرادی مکمل آزادی دے رکھی ہے، چنانچہ ایک انسان خواہ وہ مرد ہو یا عورت اپنے تصرفات ومعاملات میں پورا آزاد ہے اور اس حریت کی بنا پر بیع وشراء، عفو در گزر، نکاح وطلاق اور دیگر بہت سے دینی ودنیاوی معاملات کرنے میں آزاد ہے اسے کوئی مجبور نہیں کرسکتا اور اپنی رضا ورغبت سے معاملات طے کرتا ہے، اس کے پیش نظر کسی عورت کا ایسے مرد سے نکاح نہیں کیا جا سکتا جو دین میں اس کے مساوی نہ ہو، تاکہ وہ اپنے عقیدے اور شرافت اور خاندانی خصوصیات کی حفاظت کرسکے۔

اور جہاں تک عورت کے نکاح کے لئے ولی الامر (قریبی رشتہ دار) کی ضرورت کی بات ہے جو اس کے عقد نکاح کے امور کا ذمہ دار ہو کیونکہ عورت خود اپنا نکاح براہ راست نہیں کرسکتی تاکہ زانیہ عورتوں سے مشابہ نہ ہوجائے، اور اس کی شرافت اور عصمت وعفت اور حیا وشرم پر آنچ نہ آئے، چنانچہ ولی ہونے والے شوہر سے کہے گا میں نے فلاں کا نکاح تم سے کیا اور اس کے جواب میں دو گواہوں کی موجودگی میں وہ یہ کہے گا کہ میں نے قبول کیا۔

اسلام ایک مسلمان کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ شرعی حدود وقوانین کے خلاف ورزی کرے بلکہ اپنے آپ کو اور ساری کائنات کو اللہ تعالےٰ کی ملکیت تصور کرے اس لئے ان قوانین کے حدود کے اندر رہتے ہوئے معاملات وتصرفات کرے جسے اللہ

وکمزوری پر مسرت کا اظہار کیا تو وہ بھی کافر ہوگیا۔

(۸) جس نے مشرکوں کی تائید اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کی تو وہ بھی کافر ہوگیا۔

(۹) جس کا یہ اعتقاد ہو کہ بعض لوگوں کو شریعت محمدیہ کے حدود تجاوز کرنے کی اجازت ہوتی ہے وہ کافر ہے حالانکہ کسی شخص کو کسی مسئلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے سرمو تجاوز کی گنجائش نہیں ہے۔

(۱۰) اللہ تعالے کے دین سے مکمل اعراض یا کسی ایسی بات سے اعراض جس کے بغیر صحیح اسلام کو پانا ناممکن ہو، ایسا علم اور ایسا عمل قابل قبول نہیں، یا اسلام کے کسی ایسے حکم کا انکار کرنا جس پر سب کا اجماع ہوچکا ہو اور اس سے کوئی بھی ناواقف نہ ہو۔

ان نواقض کے دلائل قرآن وسنت میں بکثرت موجود ہیں۔

اسلام سے خارج کرنے والی ان باتوں میں از راہ مذاق یا از راہ سنجیدگی سبھی حالتیں برابر ہیں، صرف وہ شخص مستثنی ہے جس نے شدید حالت اکراہ ومجبوری میں ان میں سے کسی کا ارتکاب کیا ہو۔

(ب) فکری آزادی : اسلام نے آزادی فکر کی مکمل اجازت دی ہے بشرطیکہ یہ حریت رائے اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں، چنانچہ ایک مسلمان کو یہ حکم ہے کہ حق بات کہنے میں کسی کی پرواہ نہ کرے اور اس کو بہترین جہاد کہا گیا ہے، اسی طرح اس کو حکم ہے کہ اپنے حکمرانوں کو خیر خواہی میں مشورہ دے اور اچھی باتوں کی نصیحت کرے اور بری چیزوں سے منع کرے، اور باطل ورائیوں کے علمبرداروں کی مخالفت کرے ان کو اس سے پھیلانے سے باز رکھے، یہ اظہار خیال اور اس کے

اور یہ انسان کی خیر خواہی اور اس کے اصلاح وفلاح کی اعلی ترین مثال ہے تاکہ وہ اپنی آزادی سے فائدہ اٹھائے اور شرف وکرامت کو باقی رکھے اور اپنے اور دوسروں کے شر سے محفوظ رہے .

(د) رہائشی آزادی : اللہ تعالے نے مسلمان کو گھر کے اندر رہنے کے وقت پورا آزاد رکھا ہے چنانچہ کسی دوسرے شخص کو بغیر اس کی اجازت کے گھر میں جھانکنا یا داخل ہونا منع ہے .

(ھ) معاشی آزادی : اللہ تعالے مسلمانوں کو تلاش معاش اور اس کے انفاق میں شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے پورا آزاد رکھا ہے ، چنانچہ اسے کام کرنے ، کمانے ، اور محنت ومزدوری کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی کفالت کر سکے ، مزید برآں خیر واحسان کے راستہ میں خرچ کرے ، بایں ہمہ دوسری جانب حرام کمائی جیسے سود خوری ، بدفعلی ، جوا ، رشوت ، چوری ، جادو ٹونا ، شراب فروشی ، فوٹوگرافی ، آلات لہو ولعب فروشی ، رقص وسرور سے حاصل کردہ تمام رقومات اور مال دولت کو حرام قرار دیا ہے ، اور ان راستوں سے کمانا اور محنت کرنے اور کسی طرح کا تعاون کرنا بھی حرام فرمایا ہے ، لہذا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کار خیر اور مصرف جائز میں خرچ کرے اور احسان وتقوی کے معاملات میں تعاون کرے .

یہ سب چیزیں نصیحت وہدایت ، اور اصلاح معاشرہ ، کسب حلال اور انفاق فی سبیل اللہ اعلی ترین مثالیں ہیں تاکہ مسلمان مال دار اور حلال روزی پر خوش حال اور نیک بخت زندگی بسر کرے .

(۹) اسلام کا عائلی نظام :

اللہ تعالے نے اسلامی شریعت میں خاندانی نظام کو غیر معمولی خوبیوں کے ساتھ

تعالے نے انسانیت کے لئے باعث رحمت وسعادت بنایا ہے جو اس پر عمل پیرا ہوا وہ ہدایت یاب اور کامیاب ہوا اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ بدبخت وبرباد ہوا ، اس لئے اللہ تعالے نے زنا ولواطت اور خودکشی کو سختی سے حرام قرار دیا ہے کیونکہ اللہ کی خلقت میں تبدیلی وتحریف ہے.

جہاں تک ایک مسلمان کو ناخن ترشوانے ، مونچھ کتروانے ، زیر ناف حلق کرانے ، بغل کے بال لینے اور ختنہ کرانے کا تعلق ہے تو وہ اس لئے انجام دیتا ہے کہ اللہ تعالے نے اسکے کرنے کا حکم فرمایا ہے .

اسلام نے مسلمانوں کو اللہ کے دشمنوں سے ان چیزوں میں مشابہت اختیار کرنے کو منع فرمایا ہے جو ان کی خصوصیات کے قبیل سے ہوں کیونکہ ظاہری طور پر تشبہ سے باطنی طور پر تعلق اور قلبی محبت پیدا ہوجاتی ہے .

اللہ تعالے ایک مسلمان سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ صحیح اسلامی فکر ونظر کا منبع ہو نہ کہ مستورد انسانی افکار ونظریات کا مخزن ہو ، اسی طرح وہ دوسروں کے لئے نیک نمونہ ہو نہ کہ ان کا مقلد اور نقالچی ہو .

اسی طرح اسلام مسلمانوں کو صنعتی تعمیر وترقی اور فنی ایجاد واختراع ، اور اعلی فنون وعلوم کے حاصل کرنے کا شد ومد سے حکم دیا ہے اور غیر مسلموں سے بھی استفادہ اور سیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں قرار دیا ہے کیونکہ اللہ تعالے ہی انسان کا معلم حقیقی ہے .

چنانچہ ارشاد ہے :

" عَلَّمَ الإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ " العلق : ٥

انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا .

- نکاح سے عفت اور عصمت کی زندگی نصیب ہوتی ہے ۔
- حرام کاری اور بد فعلی (زنا ، لواطت) سے محفوظ رہتا ہے ۔
- حرام بینی اور بدنگاہی سے انسان محفوظ رہتا ہے ۔
- نکاح کے بعد مرد وعورت کو سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے ۔
- زوجین میں الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے جو باعث رحمت ہے ۔
- مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے ۔
- ازدواجی زندگی سے زوجین میں تقسیم کار ہوجاتا ہے ، چنانچہ مرد خارجی اعمال اور کسب معاش کا ذمہ دار ہوتا ہے اور عورت داخلی امور اور حمل ولادت بچوں کی رضاعت ، تربیت ، صفائی ستھرائی ، کھانا پکانے جیسے امور کی ذمہ دار ہے ۔
- جب شوہر تھکا ماندہ گھر میں داخل ہو تو بیوی اس کے لئے اسباب راحت اور طمانینت فراہم کرتی ہے اور وہ اپنے اہل وعیال سے مسرت واطمینان محسوس کرتا ہے اور ساری تکان اور ہموم وغموم بھول جاتا ہے اور اس طرح وہ مسرور ومطمئن گھرانہ نظر آتا ہے ۔

اگر کوئی موزوں اور مناسب موقع ومحل ہو تو عورت کے لئے کام کرنا اور شوہر کا گھریلو اخراجات میں ہاتھ بٹانا جائز ہے لیکن اس کے لئے مندرجہ ذیل چند شرطیں ہیں ۔

اول : عورت کی جائے عمل مردوں سے الگ تھلگ ہو اس طور پر کہ باہمی اختلاط نہ پایا جائے جیسے اپنے گھر کے اندر یا اپنے کسی باغ یا شوہر کے کسی فارم وغیرہ میں جہاں بالکل اختلاط نہ ہو ، اور جہاں اختلاط ہو جیسے کارخانے ، دکانیں ، دفاتر ، تو ایسی جگہوں پر قطعا اسے کام کرنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ اس کے شوہر یا بھائی اور

مرتب و منظم فرمادیا ہے وہ ایسا جامع اور مکمل ہے جس پر عمل پیرا ہونے والوں کو ہر طرح کی راحت اور سعادت حاصل ہوتی ہے چنانچہ اس کے مندرجہ ذیل اصول وامور ہیں۔

(ا) والدین کے حقوق :

اللہ تعالے نے ہر مسلمان مرد وعورت کو والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت واطاعت ضروری اور واجب قرار دیا ہے، تاکہ وہ ان سے راضی اور خوش رہیں کیونکہ ان کی خوشنودی اللہ تعالے کی خوشنودی ہے۔

والدین کی خدمت اور احسان واکرام، حسن کلام اور ان کی دائمی زیارت وخدمت اور ان کی ضروریات پوری اور ان کو اچھی رہائش فراہم کرکے کی جاسکتی ہے، اگر وہ حاجتمند ہوں، اور ان کے لئے اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالے ان لوگوں کو عذاب وعقاب کا سزاوار بتایا ہے جو والدین کی نافرمانی اور ان کی خدمت اور ضروریات کی فراہمی میں کوتاہی برتتے ہیں۔

(ب) صلہ رحمی :

اسی طرح اللہ تعالے نے بھائی، بہنوں، چچا چچی، ماموں ممانی، خالہ وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک اور انعام واحسان کا حکم فرمایا ہے اور دوسرے سارے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور تعاون ومدد کی ترغیب دی ہے۔

(ج) زوجین کے حقوق :

اللہ تعالے نے نکاح کو مشروع فرمایا ہے اور اس کی مشروعیت میں حکمت خود قرآن کریم میں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان اور واضح فرمائی ہے، جس میں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

اور وہ محبت اور اس کے لوازمات ہیں ، جس میں عدل کا عدم حصول قابل مذمت نہیں ہے جو تعدد زوجات کے لئے ضروری ہے کیونکہ انسان اس پر قادر نہیں ہے ۔

اللہ تعالے نے انبیاء کرام کے لئے تعدد زوجات کو جائز اور مشروع فرمایا تھا اور یہ جواز ومشروعیت ہر شخص کے لئے ہے جو عدل بین الزوجات کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور اللہ تعالے نے مردوں اور عورتوں کے مصالح اور انکے مزاج ومذاق سے سب سے زیادہ واقف ہے اور ان کے حسب حال وحالات احکام نازل فرماتے ہیں ، کیونکہ ایک باصحت وسلیم الفطرت شخص اتنی جنسی طاقت وصلاحیت رکھتا ہے کہ وہ چار عورتوں کو بیک وقت رکھ سکتا ہے اور ان کو عفت وعصمت سے ہم کنار کرسکتا ہے ، اگر عیسائیوں (۱) کے مذہب کے مطابق ایک بیوی تک ازدواجی زندگی کو محدود ومحصور کردیا جائے جس کا بعض نام نہاد مسلمان بھی مطالبہ اور نعرے بلند کررہے ہیں تو مندرجہ ذیل مفاسد رونماہوں گے ۔

اول : اگر کوئی شخص مومن صادق اور متقی وپرہیزگار ہو تو اس قانون اور پابندی کی وجہ سے اپنے آپ کو مایوس اور محروم تصور کرے گا اور اپنی جائز خواہشات کو دبانے اور ختم کرنے پر مجبور ہوگا کیونکہ ایک بیوی اپنی نسوانیت کی وجہ سے مختلف حالات سے دوچار ہوتی ہے ، جیسے حمل ، حیض ونفاس ، مرض جس میں شوہر جنسی تعلقات قائم نہیں رکھ سکتا تو اس دوران اپنے کو علیحدہ اور بغیر بیوی کے تصور کرتا ہے اگرچہ اس بیوی سے بے حد محبت وتعلق رکھتا ہو ، اگر خدا نخواستہ اپنی بیوی سے

---

(۱) حضرت عیسی علیہ السلام کی شریعت میں تعدد زوجات منع نہیں تھا یہ بعد کے عیسائیوں کا خود ساختہ قانون ہے ۔

والدین اور رشتہ داروں کو حق ہے کہ اس کی اجازت دیں ، کیونکہ خود فتنے میں پڑنے اور دوسروں کو اس میں مبتلا کرنے اور پورے معاشرے میں فساد برپا کرنے کے مترادف ہے .

عورت جب اپنے گھر میں محفوظ اور پردہ نشیں امن وامان میں رہتی ہے تو بدبخت دست درازی نہیں کرپاتے اور گنہگار اشخاص بد نگاہی نہیں کرسکتے اور اسکے برعکس جب عورت چراغ خانہ کے بجائے شمع محفل ہوجاتی ہے تو اپنا قیمتی سرمایہ عفت وعصمت کو کھو بیٹھتی ہے اور اس بکری کی طرح ہوجاتی ہے جو درندوں کے درمیان پھنس جائے پھر تھوڑی ہی دیر میں اس کی شرافت اور کرامت کے تانے بانے تار تار ہوجاتے ہیں اور وہ بدبخت افراد اس کی عزت وآبرو کو خاک میں ملا دیتے ہیں .

تعدد زوجات :

اسلام نے تعدد زوجات کی اجازت دی ہے اگر کوئی شخص ایک عورت پر اکتفا نہ کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالے نے اس کو فقط چار شادیوں کی اجازت مرحمت فرمائی ہے ، بشرطیکہ ان کے مابین نان ونفقہ ، رہائش ، اور شب گذاری میں عدل وانصاف سے کام لے اور جہاں تک قلبی محبت اور لگاؤ کا تعلق ہے تو اس میں عدل شرط نہیں ہے کیونکہ یہ انسان کے بس کی بات نہیں ، وہ اس میں معذور ہے اور اس عدل کی اللہ تعالے نے اپنے اس ارشاد گرامی میں نفی فرمائی ہے .

" وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ "

النساء : ۱۲۹

اور تم سے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ تم بیویوں کے درمیان (پورا پورا) عدل کرو خواہ تم اس کی (کیسی ہی) خواہش رکھتے ہو ،

زیادہ رہی ہے کیونکہ مرد ہی جنگوں میں کام آتے ہیں اور تلاش معاش میں مختلف خطرات سے دوچار ہوکر موت کے آغوش میں چلے جاتے ہیں اس کے برعکس عورت ان حالات سے زیادہ دو چار نہیں ہوتی اور بالغ ہونے کے فورا بعد شادی کے قابل ہوجاتی ہے اور ازدواجی زندگی کی ذمہ داریوں کے لائق سمجھی جاتی ہے .

لیکن بہت سے مرد بالغ ہونے کے فورا بعد ازدواجی زندگی کے ذمہ داریوں کے سنبھالنے کی لیاقت واستطاعت نہیں رکھتے کیونکہ ان کے ذمہ مہر اور بیوی کے اخراجات ہوتے ہیں .

ان مذکورہ وجوہات سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ اسلام نے عورت اور صلہ رحمی کے حقوق کی پوری پوری رعایت اور حفاظت کی ہے .

اور جو لوگ جائز تعدد زوجات کی مخالفت کرتے ہیں وہ در حقیقت عورتوں اور انبیاء کرام کی سنت ، اور شرف وفضیلت کے دشمن ہیں ، کیونکہ انبیاء کرام نے بھی متعدد شادیاں کی ہیں اور شرعی حدود کے اندر تعدد زوجات کو اپنایا ہے .

طلاق کی اجازت :

اللہ تعالے نے طلاق کی اجازت دی ہے ، اور اس کی مشروعیت اور جواز ان ناگزیر حالات میں ہے جب زوجین کے مابین اختلاف شدید ہوجائے ، اور مزاج میں کوئی مناسبت نہ پائی جائے اور الفت ومحبت ختم ہوجائے اور باہمی نباہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے ، چنانچہ ان ناگفتہ بہ حالات میں دونوں کو بدبختی سے بچانے کے لئے اسلام نے یہ اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ زوجین خوش اسلوبی سے الگ ہو جائیں اور پھر نئے سرے سے کسی دوسرے شریک حیات کا انتخاب کرکے سعادت

زیادہ محبت ولگاؤ نہ رکھتا ہو تو ان ایام میں مزید باعث تشویش اور ذہنی انتشار وتناؤ کا شکار ہوجاتا ہے۔

دوم: اگر کوئی شخص اللہ تعالے سے خوف وخشیت نہ رکھتا ہو اور تقوی وطہارت کے صفات سے متصف نہ ہو، تو یقینا ان حالات میں خیانت کرے گا اور بیوی سے اعراض ونظر انداز کرتے ہوئے زنا کاری کے بھیانک گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے گا، بہت سے وہ لوگ جو تعدد زوجات پر لمبے چوڑے اعتراضات کرتے ہیں اور عورتوں کے حقوق کے علمبردار نظر آتے ہیں لیکن اپنی ذاتی زندگی میں زنا کاری، فحاشی کے غیر محدود جرائم میں ملوث ہوتے ہیں۔

اگر کوئی مسلمان خداوندی اس فطری قانون کی مخالفت کرتا ہے اور تعدد زوجات کو غیر مہذب اور عورتوں کے حقوق کے منافی اور اس کی پامالی تصور کرتا ہے اور اپنی تقریر وتحریر سے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے تو ایسے شخص کے کفر اور کفران نعمت کرنے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور وہ ملت اسلامیہ سے خارج اور قانون الہی کا باغی تصور کیا جائے گا۔

سوم: تعدد زوجات کی ممانعت سے معاشرہ کی بے شمار عورتیں ازدواجی زندگی اور اہل وعیال کی نعمت سے محروم ہوجائیں گی، چنانچہ ایک عفت پسند اور پاکیزہ خاتون مسکین ومحروم ہوکر زندگی بسر کرے گی، تو دوسری طرف فسق وفجور کی دلدادہ دوشیزہ جرائم پیشہ افراد کے ساتھ داد عیش دے گی اور اپنی عزت وآبرو سر عام نیلام کرے گی۔

سبھی لوگ یہ بخوبی جانتے ہیں کہ دنیا کے ہر دور میں عورتوں کی تعداد مردوں سے

علامہ ابن القیم نے اپنی عظیم الشان تالیف " زاد المعاد " میں طب نبوی پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اس کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

(۱۱) اسلام کا معاشی نظام :

اسلام نے انسانی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ان تمام چیزوں کی بخوبی وضاحت کردی ہے جو ایک شخص کو اپنی شہری زندگی کے لئے درپیش ہوتی ہیں جیسے غذائی اشیاء کی فراہمی، خدمات عامہ کا نظم ونسق، اداری وتنظیمی امور کی ترتیب وتربیت نقل وحمل کے وسائل کا بندوبست، تجارتی معاملات کے اصول وضوابط، صنعتی استحکام کے اسباب کا انتظام اور زراعتی ترقی اور خود کفالت کے اقدامات، اور اسی طرح عوام کے جان ومال وعزت وآبرو کی حفاظت، اور دھوکہ اور چور بازاری ذخیرہ اندوزی کا سد باب اور اس جیسے دیگر معاملات ہیں جسے ایک انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔

(۱۲) دشمنوں سے حفاظت کا طریقہ :

اللہ تعالے نے قرآن کریم میں مسلمانوں کے دشمنوں کی نشاندہی کردی ہے جو اس کے دینی و دنیوی ہلاکت کے سبب بنتے ہیں چنانچہ ان سے بچنے اور ان کے شرو فتن سے حفاظت کا طریقہ بیان فرمادیا ہے اور دشمنان مسلمین یہ ہیں۔

دشمن اول : شیطان لعین ہے جو انسان کا اولین حاسد اور دشمن ہے وہی سارے دوسرے دشمنوں کو انسان کے خلاف اکساتا اور بھڑکاتا ہے اور اسی نے ہمارے ماں وباپ حضرت آدم وحوا کو جنت سے نکلوا دیا اور قیامت تک ان کی ذریت کا دائمی دشمن ہوگیا اور پوری جانفشانی سے یہ کوشش کرتا ہے کہ انسان کو بہکا کر کفروشرک میں مبتلا کردے تاکہ نعوذ باللہ وہ اس کے ساتھ جہنم میں جائیں اور جو شخص اس کے دامن کفر وشرک میں نہیں پھنستا تو اسے گناہوں اور برائیوں کے دلدل میں

دارین (۱) سے ہم کنار ہوں جبکہ حسن خاتمہ سے مشرف ہوں .

(۱۰) اسلام کا نظام حفظان صحت :

اسلامی شریعت نے صحت کی حفاظت اور جسم کی صحیح نشو ونما طریقہ علاج کے کچھ زریں طبی اصول وضوابط بتائے ہیں ، چنانچہ قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں نفسیاتی اور جسمانی امراض کی تشخیص اور اسکے مادی اور روحانی طریقہ علاج اور حصول شفاء کاملہ بیان فرمایا ہے .

اللہ تعالے کا ارشاد گرامی ہے :

" وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ " الاسراء : ۸۲

اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

" اللہ تعالے جب کوئی بیماری نازل کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کا علاج بھی نازل فرماتا ہے ، تو کچھ لوگوں نے اس کی معرفت حاصل کی اور کچھ لوگ اس سے ناواقف رہے ".

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے :

" اے اللہ کے بندو علاج ومعالجہ کیا کرو اور خبر دار ، حرام چیزوں سے علاج نہ کیا کرو ".

---

(۱) مسلمان عورتوں کو جب اللہ حساب وکتاب کے بعد جنت میں داخل کریگا تو اسے مسلمان جنتی مردوں سے شادی کرنے اور ان کے انتخاب کا اختیار دیدے گا تو وہ جس سے چاہے گی شادی کرے گی ، اور وہ عورت جس کے دنیا میں یکے بعد دیگرے متعدد شوہر رہے ہوں تو وہ ان میں اسے جس کو اختیار کرے گی وہی جنت میں شوہر ہوگا اگر وہ جنتی ہوگا .

تعالے کی پناہ طلب کرے ، اور نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرے بلکہ حق اور ہدایت کو قبول کرے اور اسکے تقاضوں پر عمل پیرا ہو اگرچہ تلخی اور دشواری محسوس کرے .

دشمن سوم : نفس امارہ ہے جو انسان کو ہمیشہ برائیوں پر اکساتا اور آمادہ کرتا ہے اور بالآخر وہ اس کی اطاعت کرتے ہوئے زنا کاری ، شراب نوشی ، وغیرہ جیسے گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے جسے اللہ تعالے نے حرام قرار دیا ہے .

اس چھپے ہوئے دشمن کے مکر وفریب سے چھٹکارہ کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس اور شیطان کے شر وفتن سے اللہ تعالے کی پناہ طلب کرے اور ان حرام کردہ شہوانی چیزوں کے مرتکب ہونے سے پرہیز کرے اور رضائے الہی کے پیش نظر ان گناہوں سے مکمل اعراض کرے ، جس طرح کہ انسان بعض جسمانی نقصان دہ چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرتا ہے اور بہت سے کھانے وپینے کی چیزوں کو ترک کردیتا ہے اسی طرح ان تمام شہوانی اور محرمات سے پرہیز کرے جو فانی ہیں اور اس کے ایمان کے لئے نقصان دہ ہیں جس کا انجام حسرت وندامت ہے .

دشمن چہارم : شیاطین الانس ہیں اور وہ گنہگار لوگ ہیں جو شیطان رجیم کے آلہ کار اور اس کے مدد گار ہیں جو گناہوں کے پیرو کار ہیں اور اپنے ہم نشینوں کو اس کی دعوت دیتے ہیں ، چنانچہ ان سے دور اور پر حذر رہ کر ان کے شر وفتن سے محفوظ رہا جاسکتا ہے .

(۱۴) مسلمان کا مقصد حیات :

وہ اعلی اور عظیم الشان اغراض ومقاصد جس کے لئے اللہ تعالے نے حضرت انسان کو پیدا فرمایا ہے وہ دنیا کی زوال پذیر زیب وزینت اور اس میں عیش وعشرت

ڈالنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اللہ تعالے کی ناراضگی اور عذاب وعقاب سے دوچار ہو ،
شیطان رجیم ایسی مخلوق ہے جو انسان کے رگ وپے میں دوڑتا اور اثر انداز ہوتا ہے
اس کو وسوسوں میں مبتلا کرتا ہے اور برائیوں کی ملمع سازی کرکے خوشنما پیش کرتا
ہے تاکہ انسان دھوکہ کھا بیٹھے ، اور اس کے کید ومکر سے بچنے اور حفاظت کا طریقہ یہ
ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالے نے خود بیان فرمایا ہے کہ جب کوئی مسلمان غصہ میں آئے
یا کوئی گناہ کا ارادہ کرے تو " اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم " میں شیطان رجیم سے
اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہے اور غصہ پر عمل اور گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ سمجھے کہ
اس گناہ پر آمادہ کرنے والا وہ اس کا ازلی دشمن شیطان رجیم ہے جو اس کی ہلاکت
کے درپے ہے پھر اس سے اپنی براءت ونفرت کا اظہار کرے .

اللہ تعالے کا ارشاد ہے :

إِنَّ الشَّيْطَٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُوا۟
حِزْبَهُۥ لِيَكُونُوا۟ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ ۞ فاطر

بیشک یہ شیطان تمہارا دشمن ہے ، سو تم اسے دشمن ہی سمجھتے رہو ،
وہ تو اپنے گروہ کو محض اس لئے بلاتا ہے کہ وہ لوگ دوزخیوں میں
سے ہوجائیں .

دشمن دوم : نفسانی خواہشات ہیں ، جس کی بنا پر انسان حق کا انکار اور اسکو مسترد
کرنے پر آمادہ ہوتا ہے ، اور جب اپنی خواہشات نفسانی کے خلاف احکام خداوندی اور
شریعت اسلامیہ کو دیکھتا ہے تو اسے بھی مسترد کردیتا ہے اور جذبات کو حق وانصاف
پر ترجیح دیتا ہے .

چنانچہ اس دشمن سے حفاظت اور نجات کا طریقہ یہ ہے کہ اتباع نفس سے اللہ

برابر نہیں، اہل جنت تو کامیاب لوگ ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ الزلزلہ

سو جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا اور جس کسی نے ذرہ بھر بھی بدی کی ہوگی اسے بھی دیکھ لے گا۔

مومن صادق ان جیسی تمام آیتوں میں غور وفکر کرتا ہے جس میں اللہ تعالے نے انسان کے پیدائش کے اغراض ومقاصد بیان فرمایا ہے اور ان کے حقیقی مستقبل اور اصلی ٹھکانے کی طرف توجہ دلائی ہے جو ان کے منتظر ہیں، چنانچہ مرد مومن اس حقیقی مستقبل کی تیاری میں اللہ تعالے کی عبادت اور اسکی مرضیات پر چلنے میں مصروف ہوجاتا ہے تاکہ رضائے الٰہی اور دار آخرت کا مستحق ہو، اور اس کی برکت سے اللہ تعالے اس کو دنیا میں اطمینان بخش زندگی نصیب کرتا ہے اور اللہ کی حفاظت میں رہتا اور اللہ کے نور سے دیکھتا اور اس کی عبادات ومناجات سے لطف اندوز ہوتا ہے اور ذکر اللہ سے اپنے دل ودماغ کو تقویت بخشتا ہے اور لوگوں کے ساتھ حسن معاملہ سے پیش آتا ہے تو لوگوں کی نیک تمناؤں اور دلی دعاؤں سے مشرف ہوتا ہے جس سے اس کو مزید تقویت اور انشراح قلب ہوتا ہے۔

دوسری طرف بعض لوگوں سے احسان فراموشی دیکھتا ہے تو وہ اپنی کرم فرمائی سے باز نہیں آتا کیونکہ اسکا مقصد رضائے الٰہی اور اجر وثواب ہے۔

اسی طرح بعض اسلام دشمنوں کو دیکھتا کہ وہ اس کا مذاق اڑا رہے ہیں اور سنت وشریعت کا استہزا کررہے ہیں اور درپئے آزار ہے تو اسے انبیاء کرام کی سنت

نہیں ہے، جیسا کہ کہا گیا۔

" بابر عیش بکوش کہ عالم دوبارہ نیست " بلکہ اس حقیقی اور ہمیشہ ہمیش باقی اور قائم ودائم رہنے والے مستقبل کی تیاری ہے جو مرنے کے بعد نصیب ہوگی جسے ہم آخرت کی زندگی کہتے ہیں "

چنانچہ ایک سچا وپکا مسلمان دنیوی زندگی کو اخروی زندگی تک پہونچنے کا وسیلہ اور اس کی کھیتی تصور کرتا ہے اور اس کو بذات خود کوئی مقصود حقیقی نہیں سمجھتا، وہ اللہ تعالے کے اس ارشاد گرامی کو پیش نظر رکھتا ہے۔

" وما خلقت الجن والانس الالیعبدون " الذاریات : ۵٦

ہم نے جنات اور انسان کو پیدا ہی اسی غرض سے کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ نَسُوا۟ ٱللَّهَ فَأَنسَىٰهُمْ أَنفُسَهُمْ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ۝ لَا يَسْتَوِىٓ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ وَأَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ هُمُ ٱلْفَآئِزُونَ ۝ الحشر

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا بھیجا ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے، اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلادیا، سو اللہ نے خود ان کی جانوں کو ان سے بھلا دیا، یہی لوگ تو نافرمان ہیں، اہل دوزخ اور اہل جنت

طلب اور قضا و قدر کے سامنے سر تسلیم خم کا اندازہ کرسکے حالانکہ اللہ تعالے ان تمام چیزوں سے باخبر ہے (۱).

چنانچہ مرد مومن صبر کرتا ہے اور رضائے الہی کو مدنظر رکھکر اللہ تعالے کی حمد وثنا کرتا ہے تاکہ اس اجروثواب کا مستحق ہوجائے جو اللہ تعالے نے صابرین کے لئے رکھا ہے اور اس طرح سے مصیبت اس کے لئے آسان ہوجاتی ہے اور اس کو بڑی خندہ پیشانی سے جھیل جاتا ہے جس طرح کوئی مریض تلخ دوا کو شفائے کاملہ کے پیش نظر نوش کرلیتا ہے.

اگر کوئی مرد مومن اپنی زندگی کو اس نہج پر ڈھال لے جس طرح اللہ تعالے نے تعلیم دی ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے واضح فرمایا ہے تو وہ "حیات سعیدہ" سے مشرف ہوجائے گا جسے کوئی تلخی مکدر نہیں کرسکے گی اور نہ موت ہی اس سے منقطع کرے گی اور یقینا وہ سعادت دارین سے ہم کنار ہوگا.

اللہ تعالے کا ارشاد ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۸۳﴾ القصص

یہ عالم آخرت تو ہم انھیں لوگوں کے لئے خاص کر دیتے ہیں جو زمین پر نہ بڑا بننا چاہتے ہیں نہ فساد کرنا اور انجام (نیک) تو متقیوں ہی کا (حصہ) ہے.

---

(۱) اللہ تعالے اپنے بندوں کو امر ونہی کر کے مکلف کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کون اطاعت گزار ہے کون گنہگار ہے تاکہ یہ علم ظاہر ہو اور ان کے عمل کے مطابق بدلہ دے اور گنہگار یہ نہ کہے کہ اللہ نے مجھکو سزا دے کر ظلم کیا ہے اللہ تعالے کا ارشاد ہے "وما ربك بظلام للعبيد"

تصور کرتا ہے اور اسلام سے محبت اور سنت وشریعت پر استقامت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے ، اسی طرح مرد مومن کسب حلال کے لئے محنت ومشقت کرتا ہے ، چنانچہ وہ دفتر اور دکان ، کارخانے ، اور کھیتی باڑی میں پوری محنت اور یکسوئی اخلاص سے کام کرتا ہے تاکہ اپنے انتاج سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہونچائے ، اور قیامت کے دن اپنے اخلاص اور نیک نیتی پر اجر وثواب کا مستحق ہو ، اور اس سے اپنے اہل وعیال کی کفالت کرے اور فقراء ومساکین پر خیرات وصدقات کرے تاکہ وہ بھی شریفانہ زندگی گذاریں ، کیونکہ اللہ تعالے کے یہاں قوی اور کام کرنے والا مومن زیادہ پسندیدہ ہے .

اسی طرح مسلمان کا بغیر فضول خرچی کے کھانے و پینے ، اور شادی بیاہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالے کی عبادت کے لئے قوت حاصل کرے اور ایسی صالح ونیک اولاد پیدا کرے جو اللہ تعالے کی عبادت واطاعت کریں ،اور اس کے لئے صدقہ جاریہ ہوں ، امت محمدیہ میں اضافہ ہو ، اور خود بھی پاکیزہ زندگی گذارے ، اور عند اللہ اجر وثواب کا سزا وار ہو .

مسلمان اللہ تعالے کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے اوراس سے عبادت میں تقویت حاصل کرتا ہے اور صرف اللہ تعالے کا فضل وکرم تصور کرتا ہے جس پر اس کو مزید نعمت دی جاتی ہے اور اجر وثواب سے ہم کنار ہوتا ہے .

دوسری طرف جب اس کو کوئی مصیبت پہونچتی ہے جیسے فقر و فاقہ ، خوف و مرض وغیرہ تو وہ اسے اللہ تعالے کی طرف سے اپنی آزمائش سمجھتا ہے تاکہ اللہ تعالے اس کی صبر و سکون کی صلاحیت اور رضائے الہی کی

ان مذکورہ گذارشات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو فکر سلیم کا علمبردار اور اچھے برے کا سچا معیار ہے اور وہ مکمل اور معتدل دستور حیات ہے ، اور اس کے علاوہ تمام سیاسی ومعاشی ومعاشرتی اور تربیتی نظام حیات ناقص اور ناکام ہیں اور ان تمام نظاموں کو اسلامی کسوٹی پر پرکھنا اور اس کی روشنی میں صحیح کرنا چاہیئے اور سارے اصول وضوابط اور دستور ونظام کو وضع کرنے اور اختیار کرنے سے پہلے اسکا سرچشمہ اسلام کو بنانا چاہیئے اسکے بغیر اس کی کامیابی ناممکن اور محال ہے اور دنیا وآخرت میں ناکامی ہے ۔

مزید فرمایا :

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

النحل

نیک عمل جو کوئی بھی کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس سے ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم انھیں ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ضرور اجر دیں گے .

آیت کریمہ کی تشریح :

اس آیت کریمہ میں اور ان جیسی تمام آیات میں اللہ تعالے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ انسان صالح کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ان تمام اعمال صالحہ پر بہترین صلہ اور اجر وثواب دے گا جو اس کی مرضیات کے حصول کے لئے کیا جائے اور یہ صلہ بعض مرتبہ اس دنیوی زندگی میں عطا فرما دیتا ہے اور وہ اس طرح حیات طیبہ و مطمئنہ سے مشرف ہوتا ہے اور آخرت میں جنت کی نعمتوں سے جو کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہیں مستحق ہوگا .

چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

" مومن کا معاملہ عجیب وغریب طور پر خیر ہی خیر ہے " اگر اسے خوش کن بات پہونچتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے جو اس کے لئے باعث خیر ہے ، اگر اسے کوئی مصیبت پہونچتی ہے تو صبر کرتا ہے جو اس کے لئے باعث خیر ہے " .

ہیں اور بعض واجبات کے بجا آوری میں کوتاہی کرتے ہیں لیکن مکمل طور پر نظر انداز نہیں کرتے اسی طرح بعض ایسے محرمات کے مرتکب ہوجاتے ہیں جو کفر وشرک تک نہیں پہونچاتے ، اور بعض بری عادتوں اور برائیوں کے شکار ہوتے ہیں اور دروغ گوئی ، دھوکہ دہی ، وعدہ خلافی ، حقد وحسد جیسے گناہوں کے شکار ہوتے ہیں ، تو ایسا شخص بھی اسلام کو ارادی اور غیر ارادی طور پر نقصان پہونچاتا ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات سے ناواقف غیر مسلم اس کو اسلامی تعلیمات یا اس کی مسموح کردہ چیز سمجھ بیٹھتا ہے .

دوسری قسم :

یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام سے کسی طرح کا تعلق اور رشتہ نہیں رکھتے لیکن اسلام کے بدترین دشمن اور اس سے غیر معمولی حقد وحسد رکھتے ہیں اور اس کو نقصان پہونچانے کے ہمہ وقت درپے ہیں .

چنانچہ یہ مستشرقین اور عیسائی مشنریاں ، اور یہودی تنظیمیں اور ان کے افکار ونظریات کے حامل اور انکے نقش وقدم پر چلنے والے دوسرے لوگ جو اسلام کے تیزی سے پھیلنے اور اس کی جامعیت اور دین فطرت (۱) اور خوبیوں کی وجہ سے غیر معمولی حقد وحسد رکھتے ہیں .

چنانچہ غیر مسلم شخص ذہنی انتشار واضطراب میں رہتا ہے اور اپنے آبائی دین ومذہب سے غیر مطمئن رہتا ہے کیونکہ وہ غیر فطری دین کو اپنائے ہوئے ہے اور فطرت سلیمہ سے ہٹکر زندگی گذار رہا ہے ، بخلاف مسلمان شخص کے وہ اپنے

---

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " ہر بچہ اپنے فطرت پر پیدا ہوتا ہے چنانچہ اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں " اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہر بچہ دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے جس پر فطری طور پر ایمان رکھتا ہے ، اگر اسے فطرت سلیمہ پر چھوڑ دیا جائے تو اسلام کو بغیر تردد قبول کرے گا دوسرے مذاہب باطلہ کو غلط تربیت اور برے ماحول کی وجہ سے قبول کرلیتا ہے .

پانچویں فصل

شبہات کا ازالہ :

(۱) اسلام کو نقصان پہونچانے والے لوگ دو قسم کے ہیں :

پہلی قسم : یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور اسلامی برادری میں شامل ہونے کے دعوے دار ہیں لیکن صد افسوس کہ یہ لوگ اپنے اقوال واعمال سے اسلام کی مخالفت کرتے ہیں اور ایسے بد اعمالیوں کے شکار ہوتے ہیں جس کا اسلام سے ادنیٰ برابر رشتہ نہیں، صحیح معنوں میں یہ ہرگز اسلام کے نمائندے نہیں ہیں اور نہ اسلام کی طرف ان کا انتساب درست ہے ، اور انکی بھی چند قسمیں ہیں .

(ا) فساد عقیدہ کے شکار :

جو لوگ فساد عقیدہ کی وجہ سے قبروں کا طواف کرتے ہیں اور صاحب قبر سے حاجت روائی کی درخواست کرتے ہیں ، اور ان کے نفع ونقصان پہونچانے کا اعتقاد رکھتے ہیں .

(ب) بد اعمالی کے شکار :

جو لوگ بد اعمالیوں میں اس حد تک پہونچ گئے ہیں کہ فرائض اور واجبات کو چھوڑتے ہیں اور محرمات اور ممنوعات کا ارتکاب کرتے ہوئے شراب نوشی ، زنا کاری ، وغیرہ کرتے ہیں ، اور دشمنان اسلام سے محبت وقربت رکھتے ہیں اور ان ہی سے مشابہت اور ان کی تقلید کرتے ہیں .

(ج) اعمال میں کوتاہی کے شکار :

جن لوگوں کے عقائد کمزور ہیں اور اسلامی تعلیمات پر پوری طرح عمل پیرا نہیں

(۴) اسلام کے مصادر :

جب کوئی شخص اسلامی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے اور دین اسلام کی حقیقت کی صحیح معنوں میں معرفت کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئیے ، اسلام کا سب سے اول سرچشمہ

" قرآن کریم " کا مطالعہ کرے ، پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کو جو ان کتابوں میں مدون ہیں پڑھے " صحیح بخاری ، صحیح مسلم ،موطا امام مالک ، مسند امام احمد و سنن ابو داؤد ، سنن ترمذی ، سنن نسائی ، سنن ابن ماجہ ، سنن دارمی

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا اچھی طرح مطالعہ کرے جس کی مشہور و معتبر کتابیں مندرجہ ذیل ہیں .

۱ - السیرۃ النبویہ ابن ہشام .
۲ - السیرۃ النبویہ علامہ ابن کثیر.
۳ - زاد المعاد علامہ ابن قیم .

مزید اسلامی معلومات کے لئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ اور امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ کی تالیفات کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا جن کے ذریعہ سے اور امیر الموحدین محمد بن سعود کے تعاون سے اللہ تعالے نے جزیرہ عرب میں عقیدہ توحید پھیلایا اور شرک وبدعت کا قلع قمع کیا اسی طرح بارہویں صدی ہجری میں دوسرے دور دراز علاقوں میں بھی ان کی دعوتوں کا چرچا ہوا اور شرک وبدعت کی قلعی

دین ومذہب سے راضی ہوکر مسرور و مطمئن زندگی گذارتا ہے کیونکہ شریعت الہیہ کے فطری قوانین کو اپنائے ہوئے ہے۔

اسی حقد وحسد کی وجہ سے دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف افترا پردازی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں کا سلسلہ شروع کردیا ہے تو کبھی آپ کی تکذیب کرتے ہیں، تو کبھی کیچڑ اچھالتے ہیں اور اسلامی عقائد وحقائق کو توڑ موڑ کر پیش کرتے ہیں تاکہ لوگ بد ظن ہوں اور اسلام بدنام، حالانکہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات تمام جسمانی واخلاقی عیبوں سے پاک وصاف ہے اوراسلام کا دامن ہر طرح کی داغ ودھبے سے صاف ستھرا ہے۔ لیکن بایں ہمہ اللہ تعالے نے ان کی سازشوں کو ناکام بنایا ہے اور یہ نامراد رہے اور اسلام سربلند رہا۔

اللہ تعالے کا ارشاد ہے:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ ٱللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ وَٱللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَـٰفِرُونَ ﴿٨﴾ هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلْهُدَىٰ وَدِينِ ٱلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْمُشْرِكُونَ ﴿٩﴾ الصف

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہونچا کر رہے گا گو کافروں کو (کیسا ہی) گراں گذرے، وہ (اللہ) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو تمام دینوں پر غالب کردے گو مشرکوں کو (کیسا ہی) گراں گذرے۔

روشنی میں ہے اسے لے لیا جائے چاہے وہ کسی بھی امام کا ہو۔

مسلمان کسی ایک کے اتباع کا پابند نہیں ہے ہاں قرآن وسنت کی اتباع اس کے لئے واجب اور ضروری ہے اور جو لوگ ان مذاہب کی طرف اپنے کو منسوب کرتے ہوئے عقیدہ میں کج روی رکھتے ہیں اور درگاہوں وغیرہ کا طواف اور آستانوں سے استعانہ اور مرادیں پوری کراتے ہیں اور باری تعالی کی صفات میں تاویل اور ظاہری معنی سے ہٹ کر دوسرے معنی مراد لیتے ہیں تو یہ حضرات ائمہ کرام کے عقیدہ کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ ائمہ کرام اور صحابہ کرام اور سلف صالحین کا عقیدہ ایک تھا جس کی تفصیلات گذر چکی ہیں۔

(۴) فرقہ باطلہ :

عالم اسلام میں کچھ ایسے فرقے نمودار ہوئے ہیں جو اپنے باطل عقائد، گمراہ کن نظریات کی وجہ سے اسلام سے خارج ہیں، حالانکہ یہ فرقے والے اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور در حقیقت وہ لوگ غیر مسلم اور ضال ومضل ہیں، جنہوں نے اللہ تعالے کی وحدانیت اور اس کے اسماء وصفات کا انکار کیا جن میں سے چند فرقے یہ ہیں۔

(۱) باطنی فرقہ :

یہ فرقہ حلول اور تناسخ ارواح کا قائل ہے اور نیز یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نصوص شرعیہ کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہے اور ظاہری معنی وہ ہیں جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے واضح فرما دیا ہے اور سارے مسلمانوں نے اس پر اجماع واتفاق کرلیا ہے، اور باطنی معنی اس کے برعکس ہیں جس کی تحدید

کھلی اور بحمد اللہ آج تک اسکے اچھے اثرات پائے جاتے ہیں .

اور مستشرقین اور بہت سی نام نہاد اسلامی جماعتوں کی وہ کتابیں جو اسلامی تعلیمات کی مخالفت کرتی ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین یا سلف صالحین کو سب وشتم کرتی ہیں یا دعوت توحید کے ائمہ کو جیسے علامہ ابن تیمیہ ، علامہ ابن قیم ، اور امام محمد بن عبد الوہاب کے خلاف افترا پردازی کرتی ہیں ، اور ان کی شان میں مختلف شکوک وشبہات پیدا کرتی ہیں تو ان کی کتابوں سے پر حذر اور پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ وہ گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں .

(۳) فقہی مذاہب :

سارے مسلمانوں کا ایک مذہب ہے وہ ہے مذہب اسلام ، جس کا سر چشمہ قرآن کریم ، اور سنت مطہرہ ہے اور جو فقہی مذاہب مشہور ہیں جیسے ، حنبلی ، مالکی ، شافعی ، حنفی تو یہ فقہی مکتبہ فکر ہیں جسے ان ائمہ کرام نے کچھ اصول وقواعد کی روشنی میں قرآن وسنت سے استنباط کرکے اپنے اپنے شاگردوں کو تعلیم دی تھی اوران جزئیات اور فروعی مسائل کو انھوں نے مرتب ومدون کردیا ہے ، چنانچہ یہی مدون مسائل ان ائمہ کرام کی طرف منسوب کردئے گئے ہیں اور بعد میں اسے ایک مسلک سے موسوم کردیا گیا ہے اور یہ چاروں فقہی مذاہب اسلامی اصول میں متفق اور یکساں ہیں اور ان میں باہمی کسی طرح کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور ان سبھی کا مرجع اور سر چشمہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ ہے . اور ان میں جو تھوڑے سے اختلاف پائے جاتے ہیں تو وہ صرف بعض فروعی اور جزئی مسائل میں اختلافات ہیں جس کے متعلق خود ائمہ کرام کی ہدایت ہے جو قول قرآن وسنت کے دلائل کی

بڑی فراخ دلی سے انعامات سے نوازتے رہے اور اپنے جود وکرم کے دروازے بالکل کھول دئے تھے .

چنانچہ جاہل عوام الناس کی ایک بڑی تعداد نے اس کی دعوت پر لبیک کہکر ایمان لے آئی .اور قادیانی بظاہر اسلام کا دعوی کرتے تھے لیکن وہ پوری طرح سے خارج تھے اور اسلام کو نیست ونابود کرنے کے درپئے تھے .

غلام احمد قادیانی نے " براہین احمدیہ " کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں علانیہ طور پر نبوت کا دعوی کیا تھا اور اسلامی نصوص کی تحریف وتبدیلی کی تھی ، چنانچہ اس نے یہ دعوی کیا تھا " جہاد " منسوخ ہوچکا ہے اور تمام مسلمانوں کو انگریزوں کے ہاتھ پر بیعت لینی چاہیئے اور انکا وفادار رہنا چاہیئے .

اس مدعی کذاب ودجال نے " تریاق القلوب " کے نام سے ایک اور کتاب لکھی تھی جو اسی طرح کی گمراہیوں سے بھری پڑی تھی .

یہ کذاب ودجال ۱۹۰۸ء میں بے شمار لوگوں کو گمراہ وبرباد کرکے جہنم رسید ہوا اور اپنا ایک خلیفہ " حکیم نورالدین " کو بناکر چھوڑ گیا جو اس کی دعوت باطلہ کو پھیلائے .

(ج) فرقہ بہائیت :

بہائی فرقہ ، باطنی فرقہ کی ایک فرع ہے جو دین اسلام سے خارج ہے ، انیسوی صدی عیسوی کے شروع میں ایران کے " علی محمد " نامی ایک شخص نے اس کی بنیاد ڈالی تھی ، جو محمد علی شیرازی سے مشہور ہے ، اس شخص کا پہلے تو شیعہ اثنا عشری فرقہ سے تعلق تھا ، لیکن بعد میں اس سے الگ ہوکر ایک نئے دین ومذہب کی

وتعبین اپنی خواہشات کے مطابق خود کرتے ہیں (۱)

فرقہ باطنیہ کی ابتدا اس طور پر ہوئی کہ جب اسلامی دعوت اپنے عروج پر ہوئی اور اسلام ایک طاقت بن کر ابھرا جس نے یہودیوں اور مجوسیوں اور فارسی فلسفیوں کو سرنگوں کیا تو انھوں نے اسلام کو نقصان پہونچانے کے لئے مسلمانوں میں نفاق وشقاق پیدا کرکے اور ان کو پاش پاش کرنے کی غرض سے ایک مذہب کے سنگ بنیاد رکھنے کا فیصلہ کیا تاکہ اس کے ذریعہ سے قرآن کریم کے مفہوم ومعانی میں تحریف وتبدیلی کی جائے اور کچھ غلط اور باطل افکار ونظریات کا چرچا کریں اور اسطرح مسلمان باہمی طور پر اختلافات کا شکار ہوجائیں اور اہل بیت کے ولاء اور ان سے محبت کے در پردہ ایک نئے مذہب کی داغ وبیل ڈالدیں اور انکا اپنے کو وفادار اور انکے حقوق کا علمبردار تصور کریں جس سے عوام کی ہمدردی حاصل کریں اور اس طرح سے جاہل عوام کی ایک بھاری تعداد ان کے ساتھ ہوگئی اور وہ حق وہدایت سے گمراہ ہوگئے.

(ب) قادیانی فرقہ :

ان گمراہ اور باطل فرقوں میں " قادنیت " ہے جو غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب ہے جس نے نبوت کا دعوی کیا اور ایک فکری انارکی طرف برصغیر میں دعوت دی ، جس کو انگریزوں نے پوری طرح اپنے اغراض ومقاصد کے لئے استعمال کیا، اور وہ اس کے متبعین برطانیہ کے پورے دور استعمار میں آلہ کار بنے رہے اور وہ انھیں

---

(۱) باطنی فرقے کے متعدد نام ہیں اور یہ کئی فرقوں میں بٹ گئے ہیں جو ہندوستان، شام ، ایران ، عراق اور بہت سے دوسرے ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں جس کی تفصیل علامہ شہرستانی نے اپنی مشہور کتاب " الملل والنحل " میں بیان کی ہے کچھ بعد کے مورخین نے " قادنیت اور بہائیت " کو اس کی قسم قرار دیا ہے مزید تفصیلات کے لئے استاذ محمد سعید کیلانی اور شیخ عبدالقادر شیبہ الحمد کی کتابیں دیکھنا چاہئیے.

صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچادیا ہے۔

* وہ قرآن کریم جو آج امت اسلامیہ کے پاس ہے وہ حقیقی قرآن نہیں ہے بلکہ اس میں تحریف وتبدیلی اور کمی وبیشی کردی گئی ہے، اس لئے انھوں نے اپنا قرآن اس سے مختلف سمجھ رکھا ہے جس میں کچھ مخصوص آیتیں اور سورتیں ہیں۔
* انبیاء کرام کے بعد سب سے جلیل القدر شخصیات خلیفہ اول حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر الفاروق، جو تمام مسلمانوں میں افضل ہیں، ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور انھیں طرح طرح کی گالیاں دیتے ہیں۔
* ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹ و باطل کی تہمت لگا کر گالیاں دیتے ہیں۔
* حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت سے خوشی اور پریشانی کے وقت، فریاد اور پناہ ومدد طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالے کے علاوہ ان ہی سے دعا واستغفار کرتے ہیں۔
* اور یہ فرقہ اپنے کو شیعان اہل بیت، اور جماعت شیعہ سے موسوم کرتے ہیں۔

حالانکہ حضرت علی اور سارے اہل بیت ان کی گمراہیوں اور بداعمالیوں سے بری الذمہ ہیں، کیونکہ انھوں نے ان کو اللہ تعالے کی الوہیت میں شریک کر رکھا ہے اور اس پر کذب وافترا سے کام لیا ہے اور اس کے کلام پاک کی تحریف وتبدیلی کے مرتکب ہوئے ہیں، حالانکہ اللہ تعالے جل شانہ ان تمام خرافات سے بالا وبرتر ہے۔

داعی و بیل وثالی اور مهدی منتظر ہونے کا دعوی کیا ، پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے یہ دعوی کیا کہ " اللہ تعالے اس کے اندر حلول کرگئے ہیں " اور وہ الہ الناس ہوگیا ہے (اللہ تعالے جل جلالہ وعز صفاتہ کی ذات پاک ان ہزیانی اور جنونی باتوں سے منزہ اور بالاتر ہے) . پھر اس شخص نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے ، اور قیامت کے دن حساب وکتاب " جنت وجہنم اور دار آخرت کی دوسری چیزوں کا انکار کیا " اور عبادت اور ریاضت کا طور وطریقہ ہندوں جیسا اختیار کیا اور اسکا علمبردار ہوگیا .

پھر وحدت ادیان کے نظریہ کا داعی ومبلغ ہوگیا اور یہ کہنے لگا کہ یہودیت اور عیسائیت اور دین اسلام میں کوئی فرق اور اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ تینوں مذاہب ایک ہیں .

کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور اسلامی تمام شعائر اور عبادت کا منکر ہوگیا.

محمد علی شیرازی کے مرنے کے بعد اس کا بہاء نامی وزیر اس کا جانشین ہوا جس نے اس کے دین و مذہب کی بڑی سرگرمی سے دعوت و تبلیغ کی اور جاہلوں کی ایک بڑی تعداد کو گمراہ کرکے اس کا پیرو کار بنایا اور بعد میں یہ فرقہ اس کے نام سے منسوب ہوکر بہائیت سے مشہور ومعروف ہوا .

(د) فرقہ شیعہ :

دین اسلام سے خارج فرقوں میں فرقہ شیعہ ہے اگرچہ وہ اسلام کے دعویدار ہوکر نماز ، روزہ ، اور حج وغیرہ کرتے ہیں لیکن بایں ہمہ یہ عقائد باطلہ رکھتے ہیں .

* حضرت جبرئیل علیہ السلام نے منصب نبوت اور مقام رسالت کو پہونچانے میں خیانت کی ہے اور انھوں نے بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت محمد

اپنے قبول اسلام کا اعلان کرو کیونکہ دنیوی اور اخروی حصول سعادت ونجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔

ہم خدائے بالا و برتر کے نام سے قسم کھا کر جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، عرض کر رہے ہیں کہ دین اسلام ہی دین حق ہے جس کے علاوہ کوئی دوسرا دین عند اللہ قابل قبول نہیں ہوگا اور ہم اور سارے فرشتے اور تمام مخلوقات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ " لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ " اور دین اسلام دین حق ہے اور ہم سب لوگ مسلمان ہیں۔

آخیر میں اللہ تعالے سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہمیں اور ہماری آل واولاد اور تمام مسلمان بھائیوں کو دین اسلام پر خاتمہ بالخیر کرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جنات النعیم میں مرافقت نصیب کرے اور ہمارا حشر صحابہ کرام اور سلف صالحین کے ساتھ کرے۔

اور آخیر میں ہم پھر دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالے ہر اس شخص کے لئے نفع بخش بنائے جو اسکا مطالعہ کرے یا کسی سے سنکر اس کی معلومات حاصل کرے۔

" اے اللہ تو گواہ رہ میں نے پہونچادیا " واللہ اعلم وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ والحمد للہ رب العالمین۔

ترجمہ: سعید احمد قمرالزماں

۱۴۱۳ - ۵ - ۲۴ ہجری

مفید مشورہ :

مذکورہ بالا فرقوں کے عقائد ونظریات اور تفصیلات کے جان لینے کے بعد جن کے کفر وشرک میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا لیکن بایں ہمہ وہ دین اسلام کے مدعی اور اس کے پیرو کار ہونے کے دعویدار بھی ہیں ، ایک صحیح العقیدہ اورمومن صادق کو یہ یقین کامل کرلینا چاہیئے کہ اسلام صرف دعوے کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام حقیقی ، قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ وسنت طیبہ کی صحیح معرفت اور اس کے مطابق قول وفعل اوراطاعت وفرمانبرداری کا نام ہے .

اس لئے قرآن کریم میں تدبر اور غور وفکر کرنا چاہیئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور اسلامی شریعت کا علم حاصل کرنا چاہیئے اور پھر اس کے تقاضوں کے مطابق عمل پیرا ہونا چاہیئے اور اس کے بعد نور ہدایت سے بہرہ ور اور صراط مستقیم پر گامزن ہوسکتا ہے جو اسے سعادت دارین سے ہمکنار اور رب العالمین کے جنات النعیم تک پہونچا سکتا ہے .

نجات کی دعوت :

اخیر میں ہم ان تمام لوگوں سے جنہوں نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا ہے ، حصول کامیابی اور راہ نجات کی دعوت دیتے ہوئے یہ عرض کرتے ہیں اے انسان عاقل مرنے کے بعد عذاب قبر اور عذاب جہنم سے اپنے کو بچانے کی فکر کرو ، اور اللہ تعالے کو رب بناکر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم کرکے ، اور اسلام کو دین حق مان کر ، صدق دل سے کلمہ توحید " لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ " کہکر دین اسلام قبول کرلو ، پھر پانچوں نماز کی پابندی کرو ، زکواۃ کی ادائیگی کرو ، اور رمضان کے روزے رکھو ، اور حج بیت اللہ کرو اگر اس کی استطاعت رکھتے ہو ، اور

فہرست

الدين الحق

تاليف فضيلة الشيخ
عبدالرحمن بن حماد آل عمر

ترجمه للأردية
سعيد أحمد قمر الزمان